قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفَضل

لندن

Online Edition

مدیر ابو سعید

بدھ 25 مئی 2022ء | 24 شوال 1443 ہجری قمری | 25 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:124

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۳﴾ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ

(الطلاق: 3-4)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اُس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اُس کے لئے کافی ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سواری پر) پیچھے تھا، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں، (اللہ تمہاری حفاظت فرمائے اور تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو)، اگر تم اللہ کے احکامات کی حفاظت کروگے تو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ پس جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے، اور جب مدد چاہو تو صرف اللہ سے۔ یہ بات سمجھ لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر تمام امت تمہیں کچھ نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

(ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع باب ما جاء فی صفة أوانی الحوض)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جب اپنی اولاد کے لئے رزق کی دعا کی تو ساتھ ہی یہ عرض کی کہ وہ تیرے شکر گزار رہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ملتا ہے وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراہیم:38) یعنی انہیں پھلوں میں سے رزق عطا فرما تا کہ وہ تیرے شکر گزار بنیں۔ پس کاروبار میں برکت، تجارتوں میں برکت، زراعت میں برکت، یہ سب پھل ہیں جو رزق میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اور جب مومن ان فضلوں کو دیکھتا ہے تو شکر گزاری میں بڑھتا ہے اور یہ بات اس کے ایمان میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اس کے تقویٰ میں اضافہ کا باعث بنتی ہے اور بننی چاہئے۔ جب ایک مومن ایمان اور تقویٰ اور شکر گزاری میں بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اس کے پھلوں میں مزید برکت پڑتی ہے۔ اس کے رزق کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مزید بڑھاتا ہے۔ یہ سلوک اللہ تعالیٰ انہی سے فرماتا ہے جو ایمان میں بڑھے ہوئے ہیں یا بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یہ رزق کا اضافہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے کہ کسی نے لکھا کہ میرے رزق میں غیر معمولی طور پر اضافہ ہو گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہے کہ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم:8) یعنی اگر تم شکر گزار بنو گے تو مَیں تمہیں اَور بھی زیادہ دوں گا۔ ایک غیر مومن کے لئے تو کہا جا سکتا ہے کہ قانون قدرت کے تحت اس کی محنت کو اللہ تعالیٰ نے پھل لگایا لیکن ایک مومن کے لئے اس سے زائد چیز بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کے ساتھ جب محنت ہو تو کئی گنا زیادہ پھل لگتا ہے اور پھر صرف محنت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پھر مومن کو اگر اس کی محنت میں کوئی کمی رہ بھی گئی ہو تو اپنے فضل سے اس کمی کو پورا کرتے ہوئے زائد بھی عطا فرماتا ہے یا اس کمی کو پورا فرماتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 13 جون 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

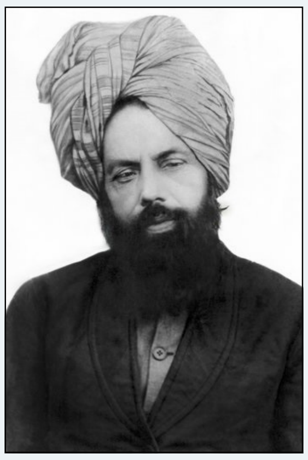

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’باریک سے باریک گناہ جو ہے اسے خدا تعالیٰ سے ڈر کر جو چھوڑے گا خدا ہر ایک مشکل سے اسے نجات دے گا۔ یہ اس لئے کہا ہے کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں، ہم تو چھوڑنا چاہتے ہیں مگر ایسی مشکلات آپڑتی ہیں کہ پھر کرنا پڑ جاتا ہے۔ خدا وعدہ فرماتا ہے کہ وہ اُسے ہر مشکل سے بچا لے گا‘‘

(البدر جلد 2 نمبر 12 مؤرخہ 10/اپریل 1903ء صفحہ 92 کالم 1)

- ’’ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ اور طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہات دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا: وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۳﴾ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ، جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مَخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم وگمان میں نہ ہوں، یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغ گوئی کے سوا اس کا کام ہی نہیں چل سکتا۔ اس لئے وہ دروغ گوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا اور اسے ایسے موقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا، تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمان نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔

یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 12 ایڈیشن 1984ء)

اس شمارہ میں

- محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت (منظوم)
- وہ اتنا پیارا ہے (منظوم)
- ؎ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ
- احکام خداوندی
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- کلمات فارسی از ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- تمنائے خلافت
- خلافت احمدیہ غیروں کی نظر میں
- تعلیم سیمینار ’’سلطان القلم‘‘

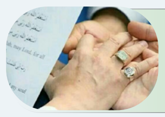

دربارِ خلافت

27/ مئی کا دن جماعت احمدیہ کے لئے تسکین اور امن کا پیغام بن کر آیا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مئی کے مہینہ میں جماعت احمدیہ کے لئے ایک خاص دن ہے، یعنی 27/ مئی کا دن جو یومِ خلافت کے طور پر جماعت میں منایا جاتا ہے۔ گو ابھی تین دن باقی ہیں، لیکن اسی حوالے سے مَیں نے اپنا مضمون رکھا ہے۔ 26/ مئی 1908ء کا دن جماعت احمدیہ کے لئے ایک دل ہلا دینے والا دن تھا، بہت سوں کے ایمانوں کو لرزا دینے والا دن تھا۔ بعض طبیعتوں کو بے چین کر دینے والا دن تھا۔ دشمن کے لئے افرادِ جماعت کے دلوں کو اور جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا دن تھا۔ تاریخ احمدیت میں دشمنانِ احمدیت کی ایسی ایسی حرکات درج ہیں کہ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کوئی انسان اس حد تک بھی گر سکتا ہے جیسی حرکتیں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت کیں۔ کجا یہ کہ مسلمان کہلا کر اپنے آپ کو رحمت للعالمین کی طرف منسوب کر کے پھر ایسی حرکات کی جائیں۔ بہرحال ہر ایک اپنی فطرت کے مطابق اُس کا اظہار کرتا ہے لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی بھی اپنی قدرت چلتی ہے۔ اُس کے وعدے پورے ہوتے ہیں۔ 27/ مئی کا دن جماعت احمدیہ کے لئے تسکین اور امن کا پیغام بن کر آیا۔ خدا تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کے پورا ہونے کی خوشخبری لے کر آیا اور دشمن کو اُس کی آگ میں جلانے والا بن کر آیا۔ اُس کی خوشیوں کو پامال کرنے کا دن بن کر آیا۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے یہ دن کوئی عام دن نہیں ہے۔ اس دن کی بڑی اہمیت ہے۔ اور اس کی اہمیت اَور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو دیکھتے ہیں۔ اُمّت مُسلمہ کی اکثریت بقیہ صفحہ 4 پر

وہ اتنا پیارا ہے

خوشی کے پھول اگائے، وہ اتنا پیارا ہے
گلے سے سب کو لگائے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ میرے ساتھ ہو تو دکھ کوئی زمانے کا
نہ میرے پاس بھی آئے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ شخص باغ میں آئے تو اُس کی جھلمل سے
چمن بھی نوروں نہائے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ نور نور سا چہرہ، دعا دعا سا وجود
دلوں میں پیار جگائے، وہ اتنا پیارا ہے

مری دعا ہے اسے میری عمر لگ جائے
خدا غموں سے بچائے، وہ اتنا پیارا ہے

مغفورہ درانی۔ جرمنی

محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

غموں سے تو گزرے، گزرتے رہیں گے
مگر دل سکینت سے بھرتے رہیں گے
یہیں قافلے سب اترتے رہیں گے

ہمارا ہے دل اور جاں ہے خلافت
محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

ترے عشق میں آزمائے گئے ہیں
ستم ہر طرح ہم پہ ڈھائے گئے ہیں
مگر ہم کچھ ایسے سکھائے گئے ہیں

خدا کا یہ زندہ نشاں ہے خلافت
محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

یہ آنسو ہمارے، دعائیں ہماری
ہیں مولیٰ کے آگے صدائیں ہماری
خلافت کی خاطر وفائیں ہماری

ہماری تو ہر داستاں ہے خلافت
محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

چمکتا ہے ایسے کہ جیسے ستارہ
ہماری تو جاں ہے خلیفہ ہمارا
دلوں میں وہ بستا ہے، لگتا ہے پیارا

ہمارے لیے کل جہاں ہے خلافت
محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

بشارت محمود طاہر

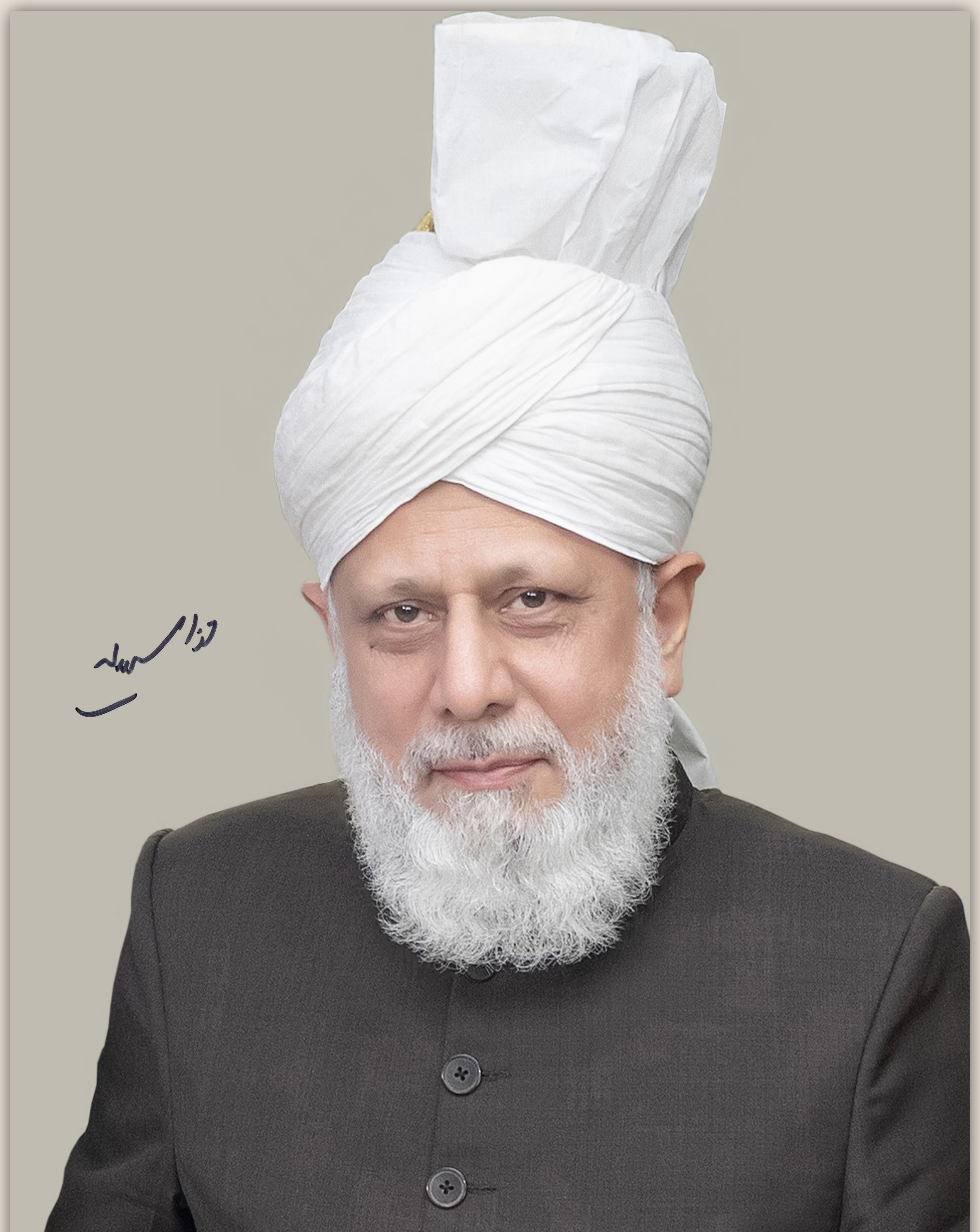

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
(یوم خلافت کے موقع پر قارئین الفضل آن لائن کے لئے ایک حسین اور لازوال تحفہ)

اداریہ

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

یہ مکمل شعر یوں ہے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

خاکسار کے بہت سے اداریے باغ، باغیچہ، شجر، درخت، پیڑ، ڈالی، شاخ اور ٹہنی کی مناسبت سے مختلف اندازِ فکر لئے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ لیکن یوم خلافت کے موقع پر علامہ اقبال کے اس شعر کے حوالہ سے یہ میرا پہلا اداریہ ہے۔ اس میں شاعر یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ ملت کے ساتھ رہ کر ہی زندگی اور بقا ہے۔ جو شاخیں یا ڈالیاں درخت کے ساتھ جڑی رہتی ہیں وہی باثمر رہتی ہیں۔ خوبصورت بھی لگتی ہیں اور اپنے پھل اور ثمر سے دوسروں کو فائدہ بھی دیتی ہیں۔ اس لئے (ہرے بھرے) شجر سے اپنے آپ کو پیوستہ رکھ کر بہار کی امید رکھا کر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

اس مضمون کو سمجھنے سے پہلے آغاز میں دیئے گئے الفاظ پر غور کرنا ضروری ہے۔ باغ و باغیچہ کا نام ذہن میں آتے ہی سرسبزی اور ہریالی ذہن میں آتی ہے جہاں پیڑ، درخت اور شجر ہوتے ہیں۔ جن کے گھنے سائے اور پھلوں سے طبیعتیں خوشگوار ہوتی ہیں۔ شجر، درخت اور پیڑ بھی صرف ان رُکھوں کے لئے بولا جاتا ہے جو سرسبز ہوتے ہیں۔ ورنہ خشک اور سڑے ہوئے درخت نما کو درخت نہیں کہہ سکتے۔ شجر کے معنوں میں بھی ہریالی دلالت کرتی ہے۔ یہی کیفیت شاخ اور ڈالی کے الفاظ میں ہے۔ جو شاخ کہلائے گی وہی درخت سے جڑی اس سے غذا حاصل کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جا بجا اس مضمون میں شاخ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ٹہنی کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔ جو محض سوکھی ہونے کی وجہ سے نہ خود سبز ہوتی ہے اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! کہہ کر اپنے حواریوں اور ماننے والوں کو پکارا ہے۔

تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ درخت بھی وہی سرسبز رہتا ہے جس کی جڑیں زمین سے پیوستہ ہوں وہ وہاں سے غذا لے رہا ہو اور پانی بطور غذا مل رہی ہو اور گوڈی وغیرہ سے اس کی حفاظت ہو تو نہ صرف خود سرسبز رہتا ہے بلکہ اپنی شاخوں کو بھی غذا پہنچاتا ہے جو آگے پھول پھل دیتے ہیں۔

اب اس مضمون کو اسلامی نکتہ نگاہ سے مذہب اسلام اور احمدیت پر اپلائی کریں تو نہایت دلچسپ اور ایمان افروز مضمون اُجاگر ہوتا ہے۔

اسلام بطور باغ کی طرح ہے۔ احمدیت اس کا ایک باغیچہ ہے۔ جس کے اندر بے شمار رنگا رنگ کے پودے اور درخت لگے ہیں۔ جن میں سے ایک بنیادی درخت تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور پھر خلافت بھی ایک سایہ دار درخت ہے۔ جس کے پانچوں مظہر ساری دنیا میں پھیلے کروڑہا وجودوں کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق، طاقت، قوت اور روحانی غذا کے ذریعہ سرسبز و شاداب رکھے ہوئے ہیں۔ اور اس درختِ وجود کی شاخیں آج آسمان سے باتیں کرتی اور جڑیں اتنی مضبوطی سے زمین کے اندر پیوست ہوتی جا رہی ہیں کہ دنیا بھر میں احمدیت کے مخالفین نے انفرادی طور پر بھی اور حکومتوں و جماعتوں کی طرف سے اس کی بیخ کنی کی کوشش کی مگر جوں جوں اس کو جڑ سے اکھیڑ باہر پھینکنے کی کوشش کی گئی توں توں اس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوتی گئیں اور کروڑوں احمدیوں کی مقبول دعائیں اور نیک اعمال و افعال نے پانی کا کام کیا اور مسلسل اپنے اعمال اور آنکھوں کے پانی سے اس درخت کو سیراب کر رہے ہیں اور یہ درخت خلافت خود بھی اللہ سے تعلق کو مضبوط کر کے اور اس سے طاقت لے کر اپنی شب و روز دعاؤں، آنکھوں کے پانی اور خطبات، خطابات اور تقاریر کے ذریعہ ان شاخوں کو غذا بہم پہنچا رہے ہیں۔ جس سے ان شاخوں کو تازگی ملتی ہے۔ یہ زیادہ سبزی مائل ہوتی دکھائی دیتی ہیں اور پھل پھول لاتی ہیں۔ جس کا اب غیر بھی اعتراف کرتے نظر آتے ہیں۔ اور اپنے اندر خلافت نہ ہونے کی وجہ سے پریشان نظر ہیں۔ واویلا بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وحدت کا نام تک نہیں۔ انتشار ہی انتشار ہے۔ افتراق عام نظر آتا ہے۔ قتل و غارت، لڑائی جھگڑا، غیر اسلامی حرکات کا بازار گرم ہے اور خلافت کو قائم کرنے کی آوازیں ہر طرف سنائی دیتی نظر آتی ہیں۔

جناب فضل محمد یوسف زئی استاد جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی نے اس امر کا اظہار کیا کہ مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش! ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش! ہماری ایک بادشاہت ہوتی، کاش! ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس میں وزن ہوتا، جس میں عظمت ہوتی، جس میں شجاعت ہوتی۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء)

حزب التحریر نے اپنی آواز یوں قلمبند کی کہ

اے مسلمانو! خلافت کو قائم کرو تم عزت پاؤ گے۔ اس کو زندہ کرو گے تو کامیاب رہو گے، ورنہ تم تہہ در تہہ ظلمت میں گرتے چلے جاؤ گے۔

(پمفلٹ از حزب التحریر 2003ء)

خلافت تو خدا کی عنایت ہوتی ہے نہ کہ کسی کی فرمائش پر ملتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دشمنان احمدیت کو صد سالہ خلافت جوبلی کے تاریخی خطاب میں مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

''اے دشمنان احمدیت! میں تمہیں دو ٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ! اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر اسی ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب تک کامیاب نہیں ہو سکے گی۔'' (خطاب 27 مئی 2008ء)

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کی خلافت دائمی ہے اور اس کے پھل بھی دائمی۔ ہر زمانہ کے وہ لوگ اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے جو اس کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوطی سے باندھ لیں گے۔ کیونکہ وہ عروہ وثقی ہے جس کو پہننے کی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تلقین فرمائی ہے۔

شجر اور شاخ کی بات ہو رہی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن شاخوں کو پھل لگتے ہیں وہ شاخیں زمین کی طرف جھک جاتی ہیں۔ آج اسی مثال کو سامنے رکھ کر احمدیوں پر جو انگنت فضل خدا کے بحیثیت مجموعی و انفرادی نازل ہو رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر ہم اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ یہ پھل نمازوں کے نتیجہ کے طور پر نظر آتے ہیں۔ یہ پھل نوافل کے نتیجہ میں نظر آتے ہیں۔ یہ پھل آج تلاوت قرآن کریم کے نتیجہ کے طور پر نظر آتے ہیں۔ ہاں ہاں! یہ پھل ایم ٹی اے کے ذریعہ، خلافت کے ذریعہ ہمیں نظر آتے ہیں۔ آج یہ پھل روزنامہ الفضل آن لائن کی صورت میں بھی دنیا کے کونے کونے میں نظر آتا ہے۔ جسے معاندین احمدیت نے پاکستان میں 9 ہزار کی تعداد میں طبع ہونے پر بند کروا دیا تھا۔ آج یہ اخبار آن لائن کا روپ دھار کر اور عالمی بن کر لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کے دلوں پر راج کر رہا ہے۔ یہی وہ پھل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اجتماعی طور پر جماعت

احمدیہ کو اور انفرادی طور پر احمدیوں کو عطا کر رکھے ہیں جن میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اس بات کی عکاسی ہو رہی ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بطور شاخ، خلافت کے درخت سے پیوستہ ہے اور درخت اپنے اللہ سے براہ راست فیض پا کر شاخوں کو مضبوط کر رہا ہے۔
اللّٰھم زد فزد۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”(جو) اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو! میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔ مخالفت کی میں پروا نہیں کرتا۔ میں اس کو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو“
(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148 ایڈیشن 1984ء)

خلافت کا شجر پھولے پھلے گا، وعدہ ربانی
وہ خود مٹ جائے گا جس نے مٹانے کی اسے ٹھانی
(م ج مرزا)

پھر ایک شاعر جناب م م محمود لکھتے ہیں۔

جدا ہوا اس شجر سے جو بھی، شجر بھی وہ کہ گھنا ہے سایہ
نہ پائی چھاؤں کہیں بھی اُس نے، ہمیشہ زیرِ عتاب جانا

پھر مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم اسی مضمون کو اپنے منظوم کلام میں یوں بیان کرتی ہیں۔

نبوّت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری
(ابوسعید)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

بڑی حسرت سے جماعت کی طرف دیکھتی ہے، بلکہ حسرت سے زیادہ حسد سے کہنا چاہئے دیکھتی ہے کہ ان میں خلافت قائم ہے اور اپنے میں یہ قائم کرنے کے لئے کئی دفعہ اپنی سی کوشش کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں لیکن ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح حکم اور ہدایت کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ جب مسیح موعود اور مہدی موعود کا ظہور ہوگا تو اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے بھی جانا پڑے تو اُس کے پاس جانا (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی حدیث نمبر 4084) اور میرا سلام کہنا۔ (مسند احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ جلد سوم صفحہ 182 حدیث نمبر 7957 بیروت 1998ء) پھر آپ نے نشانیاں بھی بتا دیں کہ وہ پوری ہو جائیں تو سمجھنا کہ دعویٰ کرنے والا سچا ہے۔ یہ نشانیاں آسمانی بھی ہیں اور زمینی بھی ہیں۔ کئی دفعہ جماعت کے سامنے بھی پیش ہوتی ہیں۔ افراد جماعت مخالفین کے سامنے بھی پیش کرتے ہیں۔ اس وقت ان کی وضاحت میں نہیں کروں گا لیکن نہ ماننے والوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے دنیاوی مصلحتوں کی وجہ سے یا نام نہاد دینی علماء کے خوف سے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر کان نہ دھرنے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ دعویٰ کرنے والے کو قبول نہیں کیا بلکہ بعض سخت قسم کے مُلّاں شدید دشمنی میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اُن کے خوف سے حکومتیں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کے خلاف نہایت گندی اور مکروہ قسم کی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ انتہائی کریہہ قسم کے ان کے فعل ہوتے ہیں۔ یہ سب جانتے ہوئے کہ زمانہ پکار پکار کر آنے والے کے وقت کا اعلان کر رہا ہے، خدا تعالیٰ نشان دکھا چکا ہے اور نشان دکھا رہا ہے۔ (پھر بھی) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کی مخالفت کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر مخالفت کے بعد ایک نئے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن ڈھٹائی ایسی ہے کہ مخالفت چھوڑنا نہیں چاہتے۔ پس اس کو ان لوگوں کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

بہر حال جیسا کہ میں نے کہا، اس دن کی اہمیت ہے اور اس کا اعلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک پیشگوئی میں فرما چکے ہیں۔ گو معین تاریخ کے ساتھ تو نہیں، لیکن آنے والے اپنے عاشق صادق اور مسیح موعود کی بعثت کا پہلے اعلان فرما کر اور پھر خلافت کا ذکر فرما کر آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ پس اس سے زیادہ کس چیز کی اہمیت ہو سکتی ہے جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا ہو۔
(خطبہ جمعہ 24/ مئی 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آج کی دعا
برے اخلاق سے بچنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ

(سنن ابی داؤد کتاب: وتر کے فروعی احکام و مسائل، باب: تعوذات کا بیان حدیث نمبر: 1546)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ (حق کی) مخالفت کروں (اختلاف کروں) یا منافق اور بد اخلاق بنوں۔

یہ ہمارے سید و مولیٰ، خیر الوریٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی برے اخلاق سے بچنے کی اہم دعا ہے۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان میں سب سے کامل مومن وہ ہے جو سب سے بہتر اخلاق والا ہو، اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو۔

(جامع ترمذی حدیث: 1162)

مرسلہ: مریم رحمٰن

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو (الحدیث)

قسط نمبر 38

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔''

(کشتی نوح)

معاشرت

''اس الہام (خُذُوا الرِّفْقَ۔ اَلرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ۔ ناقل) میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔'' (حضرت مسیح موعودؑ)

معاشرت کرنے کا حکم

• وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

(النساء:20)

اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور اگر تم اُنہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

عورتوں کے جذبات کا خیال رکھنے کی تلقین

• وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ

(النحل:73)

اور اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے ہی جوڑے پیدا کئے اور تمہیں تمہارے جوڑوں میں سے ہی بیٹے اور پوتے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا۔ تو پھر کیا وہ باطل پر تو ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کر دیں گے؟

بیوی تسکین کا موجب

• هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ

(الاعراف:190)

وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس کی طرف تسکین کی خاطر مائل ہو۔

عورتوں اور مردوں کے حقوق برابر

• وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ

(البقرہ:229)

اور اُن (عورتوں) کا دستور کے مطابق (مردوں پر) اتنا ہی حق ہے جتنا (مردوں کا) اُن پر ہے۔ حالانکہ مَردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔

نیکی کے اجر میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں

• فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

(آل عمران:196)

پس اُن کے ربّ نے اُن کی دعا قبول کر لی (اور کہا) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

مرد قوام ہے اور نان و نفقہ کا ذمہ دار ہے

• اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ

(النساء:35)

مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔

عورت کی کمائی پر اُسی کا حق ہے

• لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ

(النساء:33)

مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں۔ اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں۔

عورتیں مردوں کا اور مرد عورتوں کا لباس ہیں

• هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

(البقرہ:188)

وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

بیویاں کھیتی ہیں، ان کے پاس جانے کا حکم

• نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

(البقرہ:224)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ پس اپنی کھیتیوں کے پاس جیسے چاہو آؤ۔

حیض کے دنوں میں بیویوں کے پاس نہ جاؤ

• وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ

(البقرہ:223)

اور وہ تجھ سے حیض کی حالت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ یہ ایک تکلیف (کی حالت) ہے۔ پس حیض کے دوران عورتوں سے الگ رہو اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو یہاں تک کہ وہ صاف ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک صاف ہو جائیں تو ان کے پاس اسی طریق سے جاؤ جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

باغیانہ رویہ رکھنے والی عورتوں سے سلوک کا طریق

وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا

(النساء:35)

اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو تو ان کو (پہلے تو) نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو اور پھر (عند الضرورت) انہیں بدنی سزا بھی دو۔ پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کے خلاف کوئی حجت تلاش نہ کرو۔

(نوٹ: نافرمان اور باغی عورتوں کے بارہ میں اس آیت میں درج ذیل احکام ہیں)

1. نصیحت کرو۔
2. اگر وہ نصیحت نہ پکڑیں تو بستروں پر الگ چھوڑ دو۔
3. پھر (عند الضرورت) انہیں بدنی سزا بھی دو۔
4. اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو پھر ان کے خلاف کوئی حجت تلاش نہ کرو۔

حق مہر ادا کرنا ضروری ہے

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً

(النساء:25)

پس اُن کو اُن کے مہر فریضہ کے طور پر دو اس بنا پر کہ جو تم اُن سے استفادہ کر چکے ہو۔

خوش دلی سے حق مہر ادا کرنا چاہئے

وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً

(النساء:5)

اور عورتوں کو ان کے مہر دِلی خوشی سے ادا کرو۔

حق مہر مقرر ہونے کے بعد باہم رضامندی سے تبدیل کرنا

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ

(النساء:25)

اور تم پر کوئی گناہ نہیں اس بارہ میں جو تم مہر مقرر ہونے کے بعد (کسی تبدیلی پر) باہم رضامند ہو جاؤ۔

اگر عورتیں خوشی سے مہر میں سے کچھ دے دیں تو پھر اسے ضرور کھاؤ

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا

(النساء:5)

پھر اگر وہ اپنی دلی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں دینے پر راضی ہوں تو اُسے بلا تردّد شوق سے کھاؤ۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 311 تا 317)

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 29

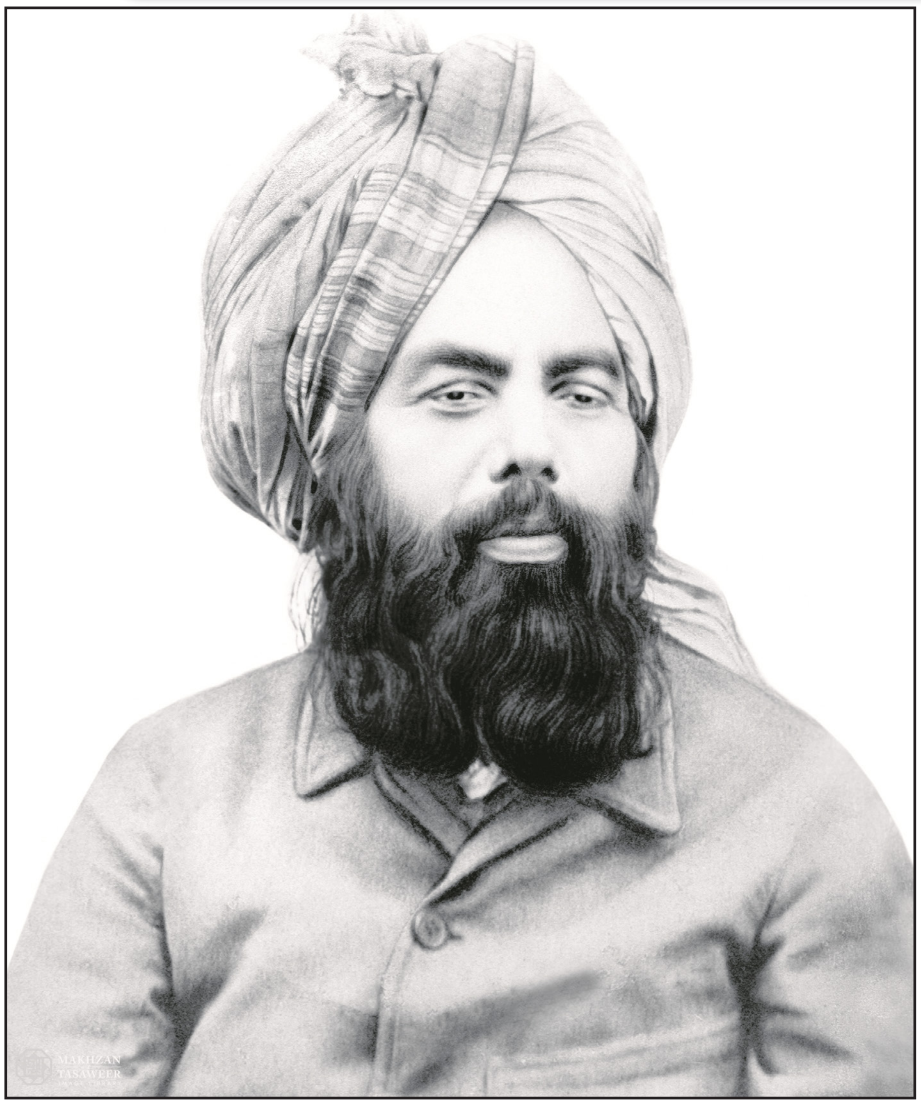

دعا عمدہ شئے ہے

دعا عمدہ شئے ہے اگر توفیق ہو تو ذریعہ مغفرت کا ہوجاتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ مہربان ہوجاتا ہے۔ دعا کے نہ کرنے سے اول زنگ دل پر چڑھتا ہے پھر قساوت پیدا ہوتی ہے پھر خدا سے اجنبیت۔ پھر عداوت۔ پھر نتیجہ سلب ایمان ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 423)

دعا میں قوت

کسر صلیب جانکاہ دعاؤں پر موقوف ہے۔ دعا میں ایسی قوت ہے کہ جیسے آسمان صاف ہو اور لوگ تضرع و ابتہال کے ساتھ دعا کریں تو آسمان پر بدلیاں سی نمودار ہوجاتی ہیں اور بارش ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح پر مَیں خوب جانتا ہوں کہ دعا اس باطل کو ہلاک کر دے گی۔ اور لوگوں کو تو غرض نہیں ہے کہ وہ دین کے لئے دعا کریں مگر میرے نزدیک بڑا چارہ دعا ہی ہے اور یہ بڑا خطرناک جنگ ہے جس میں جان جانے کا بھی خطرہ ہے۔

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

…مجھے خیال آتا ہے کہ حضرت مسیح نے جب دیکھا کہ صلیب کا واقعہ ٹلنے والا نہیں تو ان کو اس امر کا بہت ہی خیال ہوا کہ یہ موت لعنتی موت ہوگی پس اس موت سے بچنے کے لئے انہوں نے بڑی دعا کی۔ دل بریاں اور چشم گریاں سے انہوں نے دعا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آخر وہ دعا قبول ہوگئی چنانچہ لکھا ہے فَسُمِعَ لِتَقْوٰہُ ہم کہتے ہیں کہ جیسے مسیح کی دعا سنی گئی ہماری بھی سنی جاوے گی مگر ہماری دعا اور مسیح کی دعا میں فرق ہے۔ اس کی دعا اپنی موت سے بچنے کے لئے تھی اور ہماری دعا دنیا کو موت سے بچانے کے لئے۔ ہماری غرض اس دعا سے اعلائے کلمۃ الاسلام ہے۔ احادیث میں بھی آیا ہے کہ آخر مسیح ہی کی دعا سے فیصلہ ہوگا۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 326-328)

ایک صحابی کو جنگ میں تیر لگا۔ وہ اپنی جان سے مایوس ہوئے۔ اسی وقت خدا سے دعا مانگی اور کہا کہ مجھے عمر کا تو فکر نہیں ہے تھوڑی ہو یا بہت۔ مگر جن یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے انتقام لوں۔ وہ اسی وقت اچھے ہوگئے اور پھر برابر زندہ رہے حتّٰی کہ ان یہودیوں سے انتقام لیا۔ خدا کی قدرت جب انتقام لے چکے تو اسی مقام سے خون جاری ہوگیا اور وہ فوت ہوگئے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 330)

انسان کو دعا کی ضرورت

اسلام سے سچی مراد یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع اپنی رضا کرلے۔ مگر سچ یہ ہے کہ یہ مقام انسان کی اپنی قوت سے نہیں مل سکتا۔ ہاں اس میں کلام نہیں کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدات کرے لیکن اس مقام کے حصول کا اصل اور سچا ذریعہ دعا ہے۔ انسان کمزور ہے۔ جب تک دعا سے قوت اور تائید نہیں پاتا۔ اس دشوار گزار منزل کو طے نہیں کرسکتا۔خود اللہ تعالیٰ انسان کی کمزوری اور اس کے ضعفِ حال کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا

یعنی انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے۔ پھر باوجود اس کی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے عالی درجہ اور ارفع مقام کے حاصل کرنے کا دعویٰ کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اس کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہوجاتے ہیں اور دشوار گزار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کرلیتا ہے کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کے جذب کرنے والی نالی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوکر اپنے مقاصد کو پالیتا ہے۔ ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشا نہیں ہے بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہ آداب الدعا سے ناواقفی ہے اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشئی محض سمجھنا یہ دہریت ہے۔

یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئیگی۔ وہ ایک ایسے قلعے میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسکی خیر ہر گز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہوجائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 192-193)

دعا بطور دلیل ہستئ باری تعالیٰ

دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:187) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہدو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔

غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ہی ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہوجاوے گا۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 268-269)

خدا شناسی کا گُر دعا ہے

اصل راہ اور گُر خدا شناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔ ایک پنجابی فقرہ ہے

جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

حقیقت میں جب تک انسان دعاؤں میں اپنے آپ کو اس حالت تک نہیں پہنچا لیتا۔ کہ گویا اس پر موت وارد ہوجاوے اس وقت تک باب رحمت نہیں کھلتا۔ خدا تعالیٰ میں زندگی ایک موت کو چاہتی ہے۔ جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہ ہو کچھ نہیں۔ خدا جوئی کی راہ میں لفظ پرستی سے کچھ نہیں بنتا بلکہ یہاں حقیقت سے کام لینا چاہیئے۔ جب طلب صادق ہوگی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے محروم نہ کریگا۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 313)

محمود احمد طلحہ۔ مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ یو کے

کلمات فارسی از ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

قسط 4

ر

؎ رَدِّ مِیْرَاثْ سَخْت تَرْ بُوْدِے
وَارِثَانْ رَا زِمَرْگِ خِوِیْشَاوَنْد

ترجمہ:۔ میراث کا واپس کرنا زیادہ سخت ہوتا وارثوں کے لئے اپنوں کی موت سے۔ (یعنی عزیزوں کو اپنے عزیز کے مرنے کا اتنا رنج نہ ہوتا جتنا کہ میراث اور ترکہ کا واپس کرنا گراں گزرتا)

ز

؎ زِمِصْرَشْ بُوْئے پِیْرَاہَنْ شَمِیْدِیْ
چِرَا دَرْ چَاہِ کَنْعَانَشْ نَدِیْدِیْ

ترجمہ:۔ تو نے ملک مصر سے تو کرتہ کی بو سونگھ لی لیکن یہیں کنعان کے کنوئیں میں اسے کیوں نہ دیکھا۔

ع زِبَہْرِ نِہَادَنْ چِہْ سَنْگ وچِہْ زَرْ

ترجمہ:۔ رکھ چھوڑنے کے لئے پتھر کیا اور سونا کیا۔

؎ زِبَخْتِ خِوِیْش بَرْخُوْرْدَارْ بَاشِیْ
بِشَرْطِ آنْ کِہْ بَامَنْ یَارْبَاشِیْ

ترجمہ:۔ تو اپنے نصیبہ کا پھل خوب کھائے گا بشرطیکہ میرا دوست بن جائے۔

س

ع سُخَنْ چِیْنِ بَدْبَخْت ہَیْزَمْ کَشَسْت

ترجمہ:۔ چغل خور بد بخت ایندھن جمع کرنے والا ہے۔

؎ سَالِ دِیْگَرْ رَا کِہْ مِےْ دَانَدْ حِسَابْ
تَا کُجَا رَفْت آنْکِہْ بَا مَا بُوْد یَارْ

ترجمہ:۔ آئندہ سال کا حساب کون جانتا ہے جو دوست گذشتہ سال ہمارے ساتھ تھا وہ اب کدھر گیا۔

؎ سُخَنْ اِیْن اَسْت کِہْ مَابِے تُو نَخْوَاہِیْم حَیَات
بِشَنْوَاَے پِیْک سُخَنْ گِیْرُ و سُخَنْ بَازْ رَسَاں

ترجمہ: پیغام یہ ہے کہ ہم تیرے بغیر زندگی کے خواہش مند نہیں، اے قاصد سن! پیغام سمجھ لے اور پھر اسے اسی طرح پہنچانا۔

ع سُخَنْ کَزْ دِلْ بِرُوْں آیَدْ نِشِیْنَد لَاجَرَمْ بَرْدِل

ترجمہ:۔ بات جو (کسی) دل سے نکلتی ہے وہ (دوسروں کے) دل میں بیٹھ جاتی ہے۔

؎ سَرْمَدْ گِلِہْ اِخْتِصَارْ مِیْ بَایَدْ کَرْد
یِکْ کَارْ اَزِیْں دُوْ کَارْ مِیْ بَایَدْ کَرْد

ترجمہ:۔ سرمد گلہ شکوہ کو مختصر کر دینا چاہئے ان دونوں کاموں میں سے ایک کام کرنا چاہئے۔

؎ سَہْل اَسْت رَفْتَنْ بِارَادَتْ
مُشْکِل اَسْت آمَدَنْ بِارَادَتْ

ترجمہ:۔ عقیدت کے ساتھ جانا آسان ہے لیکن عقیدت کے ساتھ واپس آنا مشکل ہے۔

؎ سَرْ اَنْجَامِ جَاہِلْ جَہَنَّمْ بُوَدْ
کِہْ جَاہِلْ نِکُوْعَاقِبَتْ کَمْ بُوَدْ
(الہام)

ترجمہ:۔ جاہل کا انجام جہنم ہے، جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے۔

؎ سَعْدِیَا! حُبِّ وَطَنْ گَرْچِہْ حَدِیْث اَسْت دُرُسْت
نَتَوَانْ مُرْد بِہْ سَخْتِیْ کِہْ دَرِیْں جَا زَادَمْ

ترجمہ:۔ اے سعدی وطن کی محبت اگرچہ صحیح بات ہے جہاں میں پیدا ہوا وہاں تنگدستی سے مرا نہیں جا سکتا۔

ش

ع شَئْے رَا بَرْ مَحَلْ دَاشْتَنْ

ترجمہ:۔ ہر چیز اپنے موقع اور محل پر اچھی لگتی ہے۔

ع شَبِ تَنُوْر گُذَشْت وشَبِ سَمُوْر گُذَشْت

ترجمہ:۔ تنور (پر سونے) والی رات بھی گزر گئی اور سمور (پہن کر سونے) والی رات بھی گزر گئی۔

ع شَنِیْدِہْ کَےْ بُوَدْ مَانَنْدِ دِیْدِہْ
(ضرب المثل)

ترجمہ:۔ سنی سنائی بات آنکھوں دیکھی جیسی کیسے ہوسکتی ہے۔

ع شُوْمِئِے اَعْمَالِ مَا صُوْرَتِ نَادِرْ گَرِفْت

ترجمہ:۔ ہمارے عملوں کی نحوست نے نادر شاہ کی شکل اختیار کر لی

ص

؎ صَبَا شَرْمَنْدِہْ مِےْ گَرْدَدْ بِرُوْئے گُلْ نِگَہْ کَرْدَن
کِہْ رَخْتِ غُنْچِہْ رَا وَا کَرْد ونَتَوَانِسْت تِہْ کَرْدَنْ

ترجمہ:۔ صبا پھول کو دیکھ کر شرمندہ ہوتی ہے کہ اس نے پھول کو کھلا تو دیا لیکن اسے لپیٹنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

؎ صَادِقْ آں بَاشَدْ کِہ اَیَّامِ بَلَا
مِے گُذَارَدْ بَا مَحَبَّتْ بَاوَفَا

ترجمہ:۔ (خدا کی نظر میں) صادق وہ شخص ہوتا ہے کہ جو بلا کے دنوں کو محبت اور وفا کے ساتھ گذارتا ہے۔

ط

؎ طَلَبْ گَارْ بَایَدْ صَبُوْر و حَمُوْل
کِہْ نَشَنِیْدِہْ اَمْ کِیْمِیَا گَرْ مَلُوْل

ترجمہ:۔ طلبگار کو صابر اور بُردبار ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ میں نے کبھی کسی کیمیا گر کو ملول ہوتے نہیں سنا۔

ع

؎ عَاشِقْ کِہْ شُدْ کِہْ یَارْ بِہْ حَالَشْ نَظَرْ نَہْ کَرد
اَے خَواجِہ دَرْد نِیْست وَگرنہ طَبِیْب ہَسْت

ترجمہ:۔ کون ہے جو عاشق ہوا ہو اور یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو، ارے صاحب! درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے۔

؎ عِشْق اَوَّل سَرْکَشْ و خُوْنِی بُوَدْ
تَا گُرِیْزَدْ ہَرْ کِہ بِیْرُوْنِی بُوَدْ

ترجمہ:۔ شروع میں عشق بہت منہ زور اور خونخوار ہوتا ہے، تا وہ شخص جو صرف تماشائی ہے بھاگ جائے۔

؎ عِشْقَا ! بَرْآ! تُو مَغْزِ گُرْدَاں خُوْرْدِیْ
بَا شِیْرِدِلَاں چِہْ رُسْتَمِی ہَا کَرْدِیْ

ترجمہ:۔ اے عشق سامنے آ تو جو پہلوانوں کے مغز کھا گیا ہے اور شیروں جیسے دل والوں سے رستم جیسی بہادریاں دکھائی ہیں۔

ع عُذْرِ نَامَعْقُوْل ثَابِتْ مِیْکُنَدْ اِلْزَامْ رَا

ترجمہ:۔ خلافِ عقل جواب دینا، الزام کو ثابت کرتا ہے۔

ع عَدُوّ شَوَدْ سَبَبِ خَیْر گَرْ خُدا خَواہَدْ

ترجمہ:۔ خدا چاہے تو دشمن بھی بھلائی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ع عَیْبِ مَےْ جُمْلِہْ بِگُفْتِیْ ہُنَرَشْ نِیْزبِگُو

ترجمہ:۔ تو نے شراب کی تمام برائیاں ذکر کیں اس کی خوبیاں بھی بتا۔

ع عِشْق و مُشْک رَا نَتَوَانْ نَہُفْتَنْ

ترجمہ:۔ عشق اور مشک کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

؎ عَرُوْسِ حَضْرَتِ قُرْآں نَقَابْ آنْگِہْ بَرْدَارَدْ
کِہْ دَارُالْمُلْکِ مَعْنِیْ رَا کُنَدْ خَالِیْ زِہَرْغَوْغَا

ترجمہ:۔ بارگاہِ فرقان کی دلہن تب نقاب اٹھاتی ہے جب باطن کی بستی کو ہر قسم کے شور وشر سے خالی کرلیا جائے۔

ع عِیْسَائِیْ بَاشْ ہَرْچِہْ خَواہِیْ کُنْ
(ضرب المثل)

ترجمہ:۔ عیسائی بن جا پھر جو (گناہ) چاہے کر۔

ف

؎ فَلَکْ قَرِیْبِ زَمِیْں شُدْ زِبَارِشِ بَرَکَاتْ
کُجَاسْت طَالِبِ حَقْ تَایَقِیْن فَضَا بَاشَدْ

ترجمہ:۔ برکتوں کی بارش کی کثرت سے فلک زمین کے نزدیک آ گیا خدا کا طالب کہاں ہے تا کہ اس کا یقین بڑھے۔

؎ فَلْسَفِیْ کُوْ مُنْکِرِ حَنَانِہْ اَسْت
اَزْحَوَاسِ اَوْلِیَاء بِیْگَانِہْ اَسْت

ترجمہ:۔ وہ فلسفی جو رونے والے ستون کا منکر ہے وہ اولیاء کی باطنی حسوں سے بے خبر ہے۔

ق

ع قَطْرِہْ قَطْرِہْ بہَمْ شَوَدْ دَرْیَا
(ضرب المثل)

ترجمہ:۔ قطرہ قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔

؎ قُطَبْ شِیْر و صَیْد کَرْدَنْ کَارِ اُوْ
بَاقِیَانْ ہَسْتَنْد بَاقِیْ خَوارِ اُوْ

ترجمہ:۔ قطب شیر کی مانند ہے شکار کرنا اسی کا کام ہے باقی سب اس کا بچا کھچا کھانے والے ہیں۔

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 46

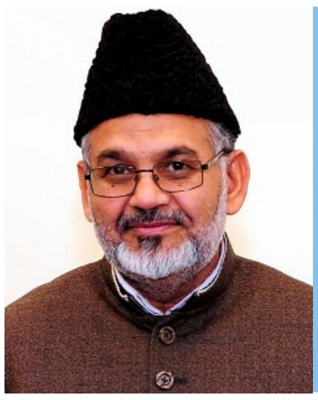

بعد ازاں پاکستانی معاشرے میں شدت اختیار کرتی ہوئی عدم رواداری کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے نصاب تعلیم پر مکمل نظر ثانی کرے۔ ضیاء الحق کے دور میں اقلیتی عقائد کے خلاف غلط تصورات پیدا کرنے اور منافرت کی ثقافت کو ہوا دینے کے لئے انسانی حقوق کا حلیہ بگاڑ دیا گیا تھا۔‘‘

خاکسار نے ہر دو رائٹرز کے مضامین سے کچھ اقتباسات لکھے اور پھر بتایا کہ جو باتیں انہوں نے لکھی ہیں ان میں صداقت موجود ہے اور انہی میں مسائل کا حل بھی موجود ہے۔ لیکن یہ مسائل تبھی حل ہوں گے جب حکومت ان پر کان دھرے گی۔ دونوں خواتین نے جن اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے ان میں جو بات بہت اہم ہے وہ اقلیتوں کے خلاف آئینی اور قانونی جواز ہے۔ اس نے مذہبی تنظیموں کے ہاتھ میں اور انتہاء پسندوں کے ہاتھ میں ایسا قانون تھما دیا ہے کہ جس سے وہ جب چاہیں اور جس کو چاہیں اور جس کے گلے پر چاہیں تلوار رکھ کر چلا سکتے ہیں۔

خاص طور پر جماعت احمدیہ کے ساتھ تو یہ واقعات شروع ہی سے چلے آ رہے ہیں۔ بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ مہدویت کے ساتھ ہی 200 علماء نے آپ پر یہ کفر کا فتویٰ جاری کیا یہ تو کوئی نئی بات نہیں تھی۔ لیکن 1974ء میں نئی بات ضرور ہوئی اور وہ یہ کہ جس طرح دار الندوہ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور ساتھیوں کو عبادت سے روکا گیا، نماز سے روکا گیا، حج سے روکا گیا، صلح حدیبیہ کے موقع پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھنے سے روکا گیا، بعینہٖ یہی سلوک آج جماعت احمدیہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔ کیونکہ پاکستانی حکومت نے یہ قدغن لگائی اور آئینی اور قانونی طور پر انہیں مسلمان کہلانے سے منع کیا جا رہا ہے۔

ہم قائد اعظم کے نظریات سے بہت دور ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ایسے تمام قوانین ختم کریں جن سے عوام میں امتیاز پیدا ہوتا ہے، ہر شخص کو بلا امتیاز پاکستانی شہری کے آزادی ہونی چاہئے اور وہ آزادی کے ساتھ اپنے عقیدہ کا اظہار اور اس پر عمل کر سکتا ہو۔ خاکسار نے اس مضمون کے آخر پر یہ بھی افسوسناک بات لکھی کہ ’’گزشتہ دنوں ہم نے ایک ای میل پر ایسا بینر دیکھا جو خاص طور پر پاکستان کی گلیوں کوچوں میں دیواروں پر چسپاں تھا اور جس میں احمدیوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکائی گئی تھی کہ ’’مرزائی واجب القتل ہیں‘‘۔

یہ ختم نبوت والوں کی طرف سے تھا اور نیچے محکمہ اوقاف لکھا ہوا تھا۔ گویا خود حکومتی ادارے ایسے لوگوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔

میری دیانتدارانہ رائے ہے کہ جس سمت میں آج پاکستان جا رہا ہے کسی شہری میں بھی امن نہیں اس کا سب سے بڑا سبب یہی قانون ہے۔ ملازم، ضرورت سے زیادہ سر پر چڑھ گیا ہے۔ جس دن مُلّا آپ کی گردن سے نیچے اتر آیا ملک میں امن قائم ہو جائے گا۔ امن کا صرف اور صرف یہی ایک واحد راستہ ہے کہ ریاستی قوانین میں کوئی امتیازی سلوک نہ ہو ہر پاکستانی کو برابر کا شہری سمجھا جائے۔

مذہب کا معاملہ خدا کے ساتھ ’’فیصلہ خود کیجئے‘‘

ہفت روزہ نیویارک پاکستان پوسٹ نے اپنی اشاعت 15تا21 جولائی 2010ء میں خاکسار کا وہی مضمون بعنوان ’’فیصلہ خود کیجئے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ نفس مضمون وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 9تا15 جولائی 2010ء میں خاکسار کا مضمون بعنوان ’’فیصلہ خود کیجئے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ نفس مضمون ہی ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 15 جولائی 2010ء صفحہ 15 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں ایڈیٹر نے ایک اور مسجد کی تصویر بھی شائع کی۔

مضمون جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر ہے اور یہ مضمون اس سے قبل دوسرے اخبارات کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ نفس مضمون بھی وہی ہے۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 15 جولائی 2010ء صفحہ 19 پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس کے ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس خطبہ کا عنوان اخبار نے ’’سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى‘‘ رکھا ہے۔

اخبار نے لکھا کہ الامام مرزا مسرور احمد جماعت احمدیہ مسلمہ کے عالمگیر امام نے خطبہ جمعہ میں سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى والی آیات کی تلاوت فرمائی اور مسلمانوں کو یہ تلقین کی کہ وہ رسول کریم ﷺ کی اتباع کریں اور اللہ تعالیٰ کے نام کو تمام دنیا میں بلند کریں اور خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کی طرف توجہ دلائیں نیز خدا تعالیٰ کی تحمید و تقدیس بیان کریں۔ اس ضمن میں آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائی۔

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب: 22)

آپؐ کے اسوہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپ نماز تہجد بہت لمبی ادا فرماتے تھے۔ آپ سجدات اتنے لمبے فرماتے کہ صحابہ بعض اوقات اس سے خوف زدہ ہو جاتے تھے۔ امام مرزا مسرور احمد نے مزید بتایا کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے اور نعماء پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ آپ روکھی روٹی بھی کھاتے۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور آپ عبد شکور تھے۔ آپ اپنی ازواج مطہرات اور اہل و عیال کو عبادات، حمد باری تعالیٰ، خدا تعالیٰ کے قدوس ہونے کی طرف بھی توجہ دلاتے تھے۔

فتح مکہ کے موقع پر جہاں آپ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے وہاں ہی آپ کی ایک اور صفت عجز و انکسار بھی پوری طرح واضح ہو رہی تھی۔ آپ کا سر مبارک اور جبین مبارک عاجزی کے ساتھ کجاوے کے ساتھ لگ رہی تھی۔

اس لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کا شکر اسی رنگ میں کریں اور عاجزی و انکساری اپنائیں۔

امام مرزا مسرور احمد نے قرآن کریم کی یہ آیات بھی پڑھیں یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ﴿۴۶﴾ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا ﴿۴۷﴾ (الاحزاب: 46-47) آپ نے یہ آیت بھی پڑھی یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ … (المائدہ: 68) یہ آیات بیان کرنے سے آپ نے تبلیغ کی اہمیت بھی واضح فرمائی۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 16 جولائی تا 22 جولائی 2010ء صفحہ 14 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’یہ ظلم کب تک چلے گا؟‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے بتایا:

28 مئی کو لاہور پاکستان میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد پر جو حملہ ہوا اور اس میں دہشت گردوں نے بموں، گرنیڈوں، رائفلوں اور دیگر ہتھیاروں سے حملے کر کے نہتے نمازیوں اور عبادت کرنے والوں پر جو قیامت ڈھائی اس کا ذکر اکثر اخباروں میں پڑھنے کو ملتا ہے اور اخبارات پاکستان کے آئین اور اس میں ترمیم کو ان ظلموں کی وجہ بیان کر رہے ہیں کہ جس کی وجہ سے یہ ظلم اور امتیازی ظلم احمدیوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس بات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ پاکستان کے آئین اور قانونی ترمیم کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے کیونکہ اس قانون کی وجہ سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایسا سرٹیفیکیٹ اور لائسنس آ گیا ہے کہ وہ جب چاہے جس وقت چاہے صرف ایک جھوٹ بول کر کسی بھی احمدی کو جیل بھیج سکتا ہے۔ یعنی یہ کہ یہ اپنے عقائد کی تبلیغ کر رہا تھا۔ یا اس نے مجھے اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہا ہے یا یہ کہ یہ کلمہ پڑھتے سنا گیا ہے یا اپنے ہاتھ میں قرآن لئے ہوئے تھا، کوئی بھی ایسی بات کر کے وہ کسی بھی احمدی کو کسی بھی وقت پولیس اور حوالات کے سپرد کر سکتا ہے اور اس وقت کئی درجن احمدی حوالات میں ہیں۔

کیا یہ حب رسول ہے کہ جھوٹ بول کر احمدیوں پر یہ ظلم روا رکھا جا رہا ہے۔ یہ مذہب کے نام پر ظلم، یہ رسول کے نام پر ظلم اور احمدیوں کو محض اسی بناء پر قتل کیا جا رہا ہے۔ خاکسار نے لکھا کہ حکومت کا فرض ہے کہ ہر ایک کے ساتھ مساویانہ اور انصاف کا سلوک اور برتاؤ رکھے۔ اگر حکومت ہی امتیازی سلوک کرنے لگے جائے تو پھر اور کون ہو گا جو انصاف کرے گا؟

بی بی سی نے لکھا کہ پاکستان کفر سازی کی فیکٹری ہے یہاں مسلمان بنانا تو بہت مشکل ہے البتہ مسلمانوں کو کافر بنانا بڑا آسان ہے۔

مذہبی کتب کا مطالعہ کرنے سے بڑا آسانی سے یہ بات سمجھ آسکتی ہے کہ ہر ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ پر گند اچھالا ہوا ہے اور اسے کافر بنایا ہوا ہے۔

خاکسار نے بتایا کہ 28 مئی کو جب لاہور کی دو احمدی مساجد پر حملہ ہوا اس وقت احمدی کیا کر رہے تھے۔

1۔ ایک مسجد میں مربی محمود صاحب (شہید) خطبہ دے رہے تھے۔ جب حملہ ہوا تو وہ سب احباب کو صبر کی اور دعاؤں کی تحریک کر رہے تھے اور بار بار درود شریف پڑھنے کی تلقین کر رہے تھے اور احباب نے وہ مشکل وقت دعاؤں، ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھتے ہوئے گزارا۔

2۔ اسی طرح ایک لڑکے نے بتایا کہ میرے 19 سالہ بھائی کو 4-5 گولیاں لگیں وہ گھٹنوں اپنی جگہ پڑا رہا اور دعائیں کرتا رہا۔

3۔ ایک بزرگ نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر نوجوان اور بچوں کو بچا لیا۔ وہ حملہ آوروں کی طرف دوڑے اور ساری گولیاں اپنے سینہ پر لے لیں۔

4۔ ایک اور دل ہلا دینے والی داستان ایک نوجوان نے سنائی کہ

وہ ربوہ سے لاہور گیا تھا اور ایک اور نوجوان کے ساتھ مل کر لاشیں اٹھا رہا تھا سب سے آخر میں میرے ساتھ مل کر اس نے ایک لاش دکھائی اور ایمبولینس تک پہنچائی اور اس کے بعد کہنے لگا کہ یہ میرے والد صاحب اور پھر یہ نہیں کہ وہ ایمبولینس کے ساتھ چلا گیا ہو بلکہ مسجد میں جس ڈیوٹی پر تھا وہ ادا کی۔

اس مضمون میں خاکسار نے پروفیسر اسرار بخاری کے ایک کالم ''نیرنگ خیال'' جو انہوں نے روزنامہ نوائے وقت 30 مئی 2010ء میں لکھا، بیان کیا:

''اسلام نے دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے تاریخ اسلام میں ایسا ایک بھی واقعہ موجود نہیں کہ غیرمسلم کہیں اکٹھے ہوئے ہوں اور مسلمانوں نے اچانک ان پر دھاوا بول دیا ہو یا ان کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا ہو۔ اگر کسی نے قادیانیت کو اسلام میں تبدیل کرنا ہو تو اس کے لئے تبلیغ، استدلال علم اور اخلاقیات کے دروازے کھلے ہیں۔''

خاکسار نے یہ حوالہ لکھ کر بتایا کہ اس خیال کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں اور یہی بات میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ اسلام کہیں بھی جبر و اکراہ کی تعلیم نہیں دیتا۔ نہ ہی ایمان میں اختلاف کی بنیاد پر کسی پر حملے کی اجازت دیتا ہے۔ پھر یہ بھی تو بتایا کہ جائے کہ کیا کسی احمدی نے کبھی کسی کو عقیدے کے اختلاف کی بنیاد پر پتھر مارا ہے؟

احمدیہ جماعت امن سے رہنے والی جماعت ہے اور اسلام کے حقیقی معنوں کے لحاظ سے اپنی زندگی بسر کرنے والی جماعت ہے۔

رسول پاک ﷺ نے مسلمان کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے محفوظ رہیں۔

کسی نے اس موقعہ پر خوب کہا تھا کہ غیرمسلم تو نماز جمعہ پڑھ رہے تھے اور مسلمان ان کو تہِ تیغ کر رہے تھے۔

خاکسار نے مضمون کے آخر میں حکومت پاکستان کے احمدیوں کے خلاف امتیازی رویہ اور پاکستانی آئین کے بارے میں توجہ دلائی اور ریاست کو مذہب سے الگ رکھنے کا بتایا اور بتایا کہ قائداعظم محمد علی جناح کا پاکستان ایسا نہیں جیسا اب بنا دیا گیا ہے۔ اور ایک حدیث نقل کی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اسلام پر ایساوقت آئے گا کہ بس نام کا رہ جائے گا۔ قرآن صرف کتابی صورت میں ہو گا مساجد میں ہدایت نہ ہو گی اور مولوی آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث اپنی صداقت خود بیان کر رہی ہے اگر نہیں تو انٹرنیٹ پر مولوی کا لفظ گوگل پر جا کر دیکھ لیں۔ آپ پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔

ہفت روزہ دنیا انٹرنیشنل نے اپنی اشاعت 23 جولائی 2010ء صفحہ اول پر ہماری یہ خبر شائع کی ''جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں ملک بھر سے ہزاروں کی شرکت'' جس ملک میں رہتے ہیں اس سے محبت کرنا اسلام کے امن کے پیغام کو پوری دنیا تک پہنچانا ہمارا مقصد ہے''

جلسہ سالانہ میں مقررین کا اظہار خیال

شینٹلی ورجینیا زاہد حسین رپورٹ لکھتے ہیں جماعت احمدیہ امریکہ کے زیراہتمام ہونے والے جلسہ سالانہ میں امریکہ بھر سے جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جلسہ سالانہ میں دنیا کے دیگر ممالک بشمول لندن، کینیڈا، گوئٹے مالا کے علاوہ امریکی حکومتی اہل کاروں اور مقامی کانگریس کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ یہ جماعت احمدیہ امریکہ کا 62واں جلسہ ہے جبکہ دنیا میں جہاں جہاں احمدی ہیں ہر ملک میں وہ اپنے سالانہ جلسے منعقد کرتے ہیں۔ اس جلسہ کا مرکزی خیال Muslims for Peace تھا۔ جلسہ سالانہ نہایت منظم اور کامیاب پروگرام تھا جس کے انتظامات کا سہرا صدر جلسہ گاہ شاہد ملک، امیر جلسہ سالانہ وسیم حیدر اور امیر خدمت خلق ڈاکٹر فہیم یونس قریشی کے سر پر بندھتا ہے۔ (امیر سے ان کی مراد افسر جلسہ گاہ، افسر جلسہ سالانہ اور افسر خدمت خلق ہے) تین دن مفت لنگر تقسیم کیا گیا لنگر کا انتظام ڈاکٹر صلاح الدین Immunologist (امیونالوجسٹ) کرتے ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے ایک ڈاکٹر (پی ایچ ڈی) جبکہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک باورچی کی وردی میں موجود ہوتے ہیں۔

ایک انٹرویو میں ''دنیا انٹرنیشنل'' کو دیتے ہوئے نسیم مہدی نے بتایا کہ جماعت کے پیروکار مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں اور وہ امتی نبی ہیں اور جماعت کے پیروکار آپ کو آنحضرت ﷺ کا امتی نبی ہی مانتے ہیں۔

اخبار نے لکھا کہ یاد رہے کہ مسلمان علماء کی ایک بڑی تعداد جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے اور پاکستان میں قانونی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جاچکا ہے۔

اخبار نے خاکسار کے حوالہ سے اسی خبر میں مزید ایک شہ سرخی لگا کر لکھا کہ کیلی فورنیا سے امام شمشاد محبت کا پیغام لائے۔

اخبار مزید لکھتا ہے کہ قرآن، حدیث، فقہ اور علم الکلام کی خوبیوں سے مالا مال جماعت احمدیہ کیلی فورنیا میں مربی امام شمشاد ناصر اسلام کے بھائی چارے کے پیغام کو عام کرنے کے لئے اس جلسہ میں شرکت کے لئے موجود تھے۔ امام شمشاد نے انٹرنیشنل دنیا سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک بھائی چارے کا مذہب ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اور جماعت احمدیہ پوری دنیا کو امن کا پیغام دینے کے لئے واشنگٹن میں مصروف عمل ہے۔

امام شمشاد جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل ہیں اور آج کل کیلی فورنیا میں مسجد بیت الحمید کے امام ہیں۔

''انٹرنیشنل دنیا'' کی اشاعت 23 جولائی 2010ء سیکشن B کے صفحہ اول پر ہمارے جلسہ کی ایک اور خبر اس طرح شائع کی۔ جس کے اوپر سامعین جلسہ کی تصویر بھی ہے ''میڈیکل ڈاکٹر کا باورچی خانے تک کا سفر'' اس خبر میں اخبار نے مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب کا انٹرویو شائع کیا ہے کہ ڈاکٹر ہیں اور جلسہ کے موقع پر یہ باورچی کی صورت میں نظر آتے ہیں اور 5 سے 10 ہزار تک کے لوگوں کا کھانا پکاتے ہیں اس مقناطیسی شخصیت کھانا پکانے کی تربیت پاکستان سے حاصل کی ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں بتایا کہ انہوں نے پاکستان کے نامور باورچیوں مثلاً محمد رفیع، محمد دین سے خصوصیت سے تربیت حاصل کی۔ نیز پی آئی اے کراچی اور ایئر انڈیا کے کچن نئی دہلی کا دورہ بھی کیا۔ انہوں نے کھانا پکانے کے بارے میں اخبار کو مزید معلومات بھی دیں۔ وہ ڈاکٹر کم لیکن غذائیت کے ماہر زیادہ لگتے ہیں۔

''انٹرنیشنل دنیا'' نے اپنی اشاعت 23 جولائی 2010ء صفحہ 7 پر اپنے اداریہ میں خاکسار کا ایک مضمون شائع کیا ہے۔ مضمون کا عنوان ہے ''قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا''۔ اس مضمون میں خاکسار نے لکھا کہ:

''1974ء میں قومی اسمبلی آف پاکستان نے احمدیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا اور کہا کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے بعد ہر شکل میں کوئی نبی، پیغمبر، مصلح، ریفارمر ماننے والوں کو غیرمسلم قرار دیا گیا۔ احمدی اس لئے غیرمسلم بنے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی ہیں۔ آیئے اس تناظر میں کچھ باتیں پیش کرتے ہیں۔

1. اس قانون کی رو سے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر، نبی مصلح، ریفارمر نہیں آسکتا تو پھر اب مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق نہ ہی حضرت عیسیٰ آسکتے ہیں اور نہ ہی امام مہدی آسکتے ہیں۔ اگر آئیں تو کس حیثیت سے آئیں گے؟
2. اس قانون کی رو سے وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ کی آمد کے قائل ہیں غیرمسلم قرار پاتے ہیں۔
3. اسی طرح حضرت امام مہدی کے بارے میں عقیدہ رکھنے والے بھی غیرمسلم
4. اگر حضرت عیسیٰ بالفرض کہیں اور آجائیں تو اس قانون کی رو سے وہ پاکستان میں نہیں آسکتے۔ نہ ہی سعودی عرب جاسکیں گے۔ اس کی وجوہات بھی درج ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ قادیانیوں کو جو غیرمسلم قرار دیا گیا ہے وہ مذہب کی رو سے، قرآن و حدیث کی رو سے غیرمسلم قرار نہیں دیا۔ قومی اسمبلی تو ایک سیاسی اسمبلی ہے، سب لوگ سیاستدان تھے۔ سیاسی حضرات کا علم قرآن و حدیث آپ سب کو معلوم ہے کہ کتنا پختہ ہوتا ہے اور وہ خود کس قدر قرآن و سنت و حدیث پر عامل تھے۔ جنہیں اس بات کا اختیار تھا کہ وہ کسی کے مذہب میں دخل اندازی کریں۔

دوسرے اس اسمبلی کی شرعی حیثیت کیا تھی؟ کیا کسی اسمبلی کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی کے مذہب میں دخل اندازی کرے۔

تیسرے اب اس قانون کی رو سے حضرت عیسیٰ پاکستان میں تو کم از کم نہیں آسکتے نہ وہ پاکستان کے علماء کو یا مسلمانوں کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ چوتھے اگر وہ تبلیغ کریں گے تو 1984ء کے آئین کے تحت انہیں

سزا ملے گی۔

آپ اسے مذاق نہ سمجھیں یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے آئین کی رو سے سب کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ اس آئین کی رو سے صرف احمدیوں کو ہی نہیں بلکہ سب مسلمانوں کو غیرمسلم قرار دے دیا گیا ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور امام مہدی آئیں گے۔

اس کے بعد خاکسار نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں لکھا ہے کہ قرآن نے انہیں بنی اسرائیل کا رسول کہا ہے۔ وہ کیسے مسلمانوں کی طرف آئیں گے اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں اور جب انہیں سولی یعنی صلیب پر لٹکایا گیا خدا نے ان کی دعائیں سنیں اور وہ بے ہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے تھے۔ پھر ہجرت کر کے کشمیر کی طرف گئے اور وہاں انہوں نے طبعی وفات پائی۔ اب جس نے آنا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ہی آئے گا اور امتی بنے گا۔

ان سب باتوں کے بعد خاکسار نے لکھا کہ حیرت ہے کہ جو کام آپ کریں (یعنی جو عقیدہ آپ رکھیں) وہ ٹھیک ہے اور جو کام (یعنی عقیدہ) ہم کریں وہ غلط ہے۔ عجیب پیمانہ ہے۔ ہاں آپ کو یہ تو اختیار ہے کہ آپ یہ کہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ میں سچے نہیں لیکن یہ بات کسی رنگ میں بھی درست نہیں کہ آپ یہ کہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی رنگ میں بھی کوئی نہیں آسکتا۔

پس آنے والا آچکا ہے۔ حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ شعر لکھا:

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفوں ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 26 جولائی 2010ء صفحہ 5 پر ہماری یہ خبر شائع کی ہے۔

چینو کی مسجد میں پانچواں بلڈ ڈرائیو

اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ نے اپنی مسجد بیت الحمید میں خون کے عطیہ دینے کے لئے تحریک کی اور لائیو سٹریم کے ذریعہ اس کا انتظام کیا

گیا۔ اخبار نے لکھا کہ تھوڑا خون کا عطیہ اگر کسی کی جان بچالے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 23 جولائی 2010ء صفحہ 15 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ''یہ ظلم کب تک چلے گا'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ یہ مضمون تفصیل کے ساتھ پہلے دوسرے اخبار کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ اس کی تفصیل اور نفس مضمون ایک ہی ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 30 جولائی 2010ء صفحہ 7 پر ہمارے جلسہ سالانہ کی خبر 3 تصاویر کے ساتھ شائع کی ہے۔ خبر کی شہ سرخی اس طرح ہے ''جماعت احمدیہ کا 62 واں سالانہ جلسہ ختم ہوگیا۔'' تصاویر میں دو تصاویر سامعین کی ہیں۔ تین تصاویر مقررین کی۔ مکرم اظہر حنیف صاحب، مکرم نسیم مہدی صاحب اور خاکسار سید شمشاد ناصر تقاریر کرتے ہوئے۔

اخبار نے لکھا ''چھ ہزار سے زائد افراد کی شرکت امام شمشاد کی طرف پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی شکایت۔''

اس خبر کی تفصیل بھی وہی ہے جو اس سے قبل دوسرے اخبار کے حوالہ سے گزر چکی ہے۔ خاکسار کے حوالہ سے اخبار نے لکھا کہ امام شمشاد نے کہا کہ جنرل ضیاء کے بنائے گئے قوانین کے تحت جماعت کے افراد اللہ کا نام نہیں لے سکتے، ایک دوسرے کو السلام علیکم نہیں کہہ سکتے، اذان دینے، کسی کے سامنے نماز پڑھنے، مسجد کو مسجد کہنے، قرآن مجید پڑھنے اور سنانے پر بھی سزا دی جاسکتی ہے اور دی گئی ہے۔ جلسے کے دوران تہجد اور قرآن کریم کا درس بھی ہوا جو مولانا انعام الحق کوثر اور مولانا ارشاد ملہی نے دیا۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 30 جولائی تا 5 اگست میں خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''گندم بو کر انار کا پھل حاصل کریں'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔

خاکسار نے مضمون کے شروع میں لکھا کہ آپ کہیں گے کہ یہ کیا مضحکہ خیز عنوان ہے۔ آپ کی بات بالکل درست ہے۔ لیکن جب پاکستان کی ساری عوام، سیاستدان، مذہبی لیڈر اور ہر خاص و عام یہی سوچ رکھتی ہے کہ ہم جو بوئیں گے وہ کاٹیں گے نہیں بلکہ ناقص اور نقصان دہ چیز بوئیں گے اور بہترین چیز حاصل کریں گے۔ تو اس کا کیا علاج ہے؟

اس وقت (2010ء کی بات ہے) جو کچھ ہو رہا ہے وہ یہ کہ پاکستان دن بدن ابتری کی طرف جارہا ہے۔ سیاسی لحاظ سے، پھر لوگوں کی ڈگریاں بھی جعلی اور پھر یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہے۔ پتہ نہیں کس کو بے وقوف بنایا جارہا ہے؟

پاکستان قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہے۔ سیلاب، بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ، تجارتی نقصانات، رشوت، بے ایمانی، لوٹ کھسوٹ اور پھر سب سے بڑھ کر انسانی خون کی یہاں کچھ قیمت نہیں ہے۔ شاید ہٹلر کی روح بھی خوش ہو کہ جو ظلم اس نے روا رکھا تھا اب ہماری قوم خودکش حملوں سے وہ سب کچھ روا رکھ رہی ہے اور یہ سب کچھ عیسائی نہیں کر رہے بلکہ مسلمان کر رہے ہیں۔ اس وقت ملک میں ہم فصل تو منافرت کی، حسد کی، بے ایمانی کی، غارتگری کی، تباہی کی، ایک دوسرے کو مارنے کی، قتل کرنے کی، ڈاکہ ڈالنے کی، گالیاں دینے کی، بداخلاقی کی بو رہے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اس کے بدلے جنت میں ہمیں 72 حوریں ملیں گی، باغات ملیں گے دودھ اور شہد کی نہریں ملیں گی۔ یہ جنت الحمقاء تو ہوسکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں!

خاکسار نے لکھا کہ ملک کو دیکھیں کہاں سے کہاں چلا گیا اور ان قوموں کی طرف بھی نظر دوڑائیں جنہوں نے پاکستان کے ساتھ ہی آزادی حاصل کی تھی وہ کس قدر ترقی کر چکے ہیں ہر لحاظ سے۔

اک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
اک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

بقول آپ کے کافر لوگ کہاں سے کہاں چلے گئے اور مسلمان لوگ قعر مذلت میں؟؟

پھر مذہبی استحکام کی طرف آئیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ سب فرقے متحد ہوں۔ لیکن سب فرقے ایک بات پر ضرور متحد ہیں کہ ''احمدی لوگ کافر ہیں'' خاکسار 1974ء میں پاکستان میں تھا خاکسار نے اس وقت کی اخباریں پڑھی ہیں۔ جن میں یہ شہ سرخیاں تھیں کہ ایک بار تم (بھٹو صاحب) احمدیوں کو غیرمسلم قرار دے دو ہم ساری عمر تمہاری غلامی کریں گے۔ تم تاحیات ملک کے صدر اور وزیراعظم رہنا'' اگر میری بات کا یقین نہ آئے تو خود اس وقت کے اخبارات پڑھ کر دیکھ لیں۔ یہ تو تاریخ کا حصہ ہے۔ پھر جب بھٹو صاحب نے 90 سالہ مسئلہ حل کر دیا تو پھر تو ایسے لوگوں پر خدا کی رحمت ہونی چاہئے تھی۔ لیکن حالات کیا ہیں۔ جن کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔ پس سیاسی لیڈروں نے، مذہبی لیڈروں نے، عوام نے کیا بویا تھا؟ اور اب وہ کون سی فصل کاٹ رہے ہیں۔ خدا کی خوشنودی کی یا خدا کی ناراضگی کی۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے جب یہ لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں تو ہمیں یہ کفر پیارا ہے۔ اس کی دو بڑی وجوہات ہیں۔

1۔ ہم خدا کی نگاہ میں مسلمان ہیں۔ ہم نے کسی دوسرے سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں لینا اور جیسا کہ بانی جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ میں اللہ تعالیٰ کے عشق کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سب سے بڑا کافر ہوں۔

2۔ دوسری وجہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہود 72 فرقوں میں تقسیم ہوگئے میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب ناری ہوں گے۔ (ترمذی)

حضرت نبی کریم ﷺ نے ''ناجی'' صرف ایک فرقہ کو قرار دیا ہے۔ 72 کو نہیں۔ (72 تو ایک طرف ہیں اور یہ ناجی فرقہ ایک طرف)

خاکسار نے لکھا کہ 1974ء کے فیصلے میں سب نے مل کر اس ایک گروہ کی نشاندہی کر دی ہے۔ دوسرے وہ حالات جو ہمارے پیارے رسول ﷺ پر گزرے ہیں وہ سب جماعت احمدیہ پر گزر رہے ہیں۔ ہر وہ تکلیف جو جماعت احمدیہ کو دی جارہی ہے صحابہ رسول اللہ ﷺ کو دی گئی۔

مثلاً آپ ﷺ کو عبادت کرنے سے روکا گیا۔ آپ کا نام محمد (ﷺ) تھا آپ کو مذمم کہا جانے لگا۔ مسلمان کی بجائے صابی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اور اسلامی اصطلاحات سے منع کیا گیا (صلح حدیبیہ) حج اور عمرہ بند کیا گیا۔ آپ کو اور صحابہؓ کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دی گئیں۔ ان کا بائیکاٹ کیا گیا (شعب ابی طالب)۔

1974ء سے اب تک اور خصوصاً آرڈیننس 1984ء جب سے جاری کیا گیا یہ سب کچھ جو اوپر لکھا گیا ہے جماعت احمدیہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔

خاکسار نے آخر میں لکھا کہ نتیجہ ثابت کر رہا ہے کہ آپ کانٹے بو کر کبھی عمدہ فصل حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی گندم بو کر انار حاصل کر سکتے ہیں۔ جو قوم نے بویا ہے وہ وہی فصل کاٹ رہے ہیں۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو
نصیحت ہے غریبانہ

(باقی آئندہ بدھ انشاء اللہ)

ایم اے شہزاد

تمنائے خلافت

یہ وعدہ ہے خدائے ذوالمنن کا
عطا ہو گی خلافت مومنوں کو
بہت خوشحال و خوش قسمت وہ ہوں گے
سمیٹیں گے جو اس کی برکتوں کو
خلافت تو انعام ہے ارمغاں ہے
سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے بنی نوع انسان پر شفقت فرماتے ہوئے اپنے دائمی وعدہ کے موافق اس دور آخر میں خلافت کا نظام جاری فرمایا ہے۔جس کی خوشخبری قرآن و حدیث اور دیگر الہامی کتب میں ابتداء سے ہی چلی آرہی تھی۔حضرت ابو حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے دوسرے صحابہ ہمیشہ اچھی، بھلائی، اور خوشخبری والی باتیں آپ ﷺ سے پوچھا کرتے تھے لیکن میں مستقبل میں پیدا ہونے والے فتنہ و فساد کے متعلق پوچھتا رہتا تھا۔ایک دن میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ان بھلے دنوں کے بعد برے دن بھی آئیں گے جس طرح پہلے دن تھے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا،ہاں۔ میں نے عرض کیا، اس فتنہ سے بچنے کی کیا صورت اختیار کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تلوار؟ یعنی جنگ کا حربہ استعمال کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا،نتیجہ کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا،، دلی کدورت کے باوجود سطحی صلح کی کوششیں کی جائیں گی۔ میں نے عرض کیا، پھر کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، گمراہی کی طرف بلانے والے لوگ کھڑے ہونگے۔ ایسے حالات میں اگر زمین پر کوئی اللہ کا خلیفہ دیکھو تو تم اُس کی متابعت و مصاحبت اختیار کرو، اگرچہ اِس وجہ سے تمہارا جسم لہولہان کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔ اور اگر تمہیں ایسے خلیفۃ اللہ کا قرب میسر نہ آئے تو زمین کے کسی کونے میں چلے جاؤ،اگرچہ تم اکیلے درخت کے تنے کو پکڑے مر جاؤ۔ (مسند احمد بن حنبل بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 878)

مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے عین مطابق رسول خدا ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد امت محمدیہ میں خلافت راشدہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ خلافت راشدہ الٰہی نوشتوں کے مطابق مقررہ وقت تک اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ قائم رہی اور ایک دنیا کو اپنی رہبری سے نوازتی رہی اور بالآخر یہ بنی ونوع کی ہدایت کا یہ آسمانی نظام زمین سے اٹھالیا گیا۔اور پھر فتنوں اور جنگ و جدل کا وہ دورشروع ہو گیا جس نے دلوں میں نفرت وکدورت پیدا کر کے ملت واحدہ کو انگنت فرقوں میں تقسیم کر دیا۔جیسا کہ سن 35 ہجری میں جب باغی تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ سے خلافت کا منصب چھوڑنے کا مطالبہ کر رہے تھے اور قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے توحضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا کہ !اگرتم نے مجھے قتل کر دیا تو بخدا میرے بعد تم میں کبھی اتحاد قائم نہیں ہو گا تم باہمی الفت نہ کرسکو گے۔ کبھی تم متحد ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے۔ اور نہ اکٹھے ہو کر دشمن سے جنگ کرسکو گے۔

(الطبقات الکبری جلد 3 صفحہ 72 ابن سعد دار صادر بیروت تاریخ طبری حالات 35ھ)

•اسی زمانہ میں صحابی رسول ﷺ حضرت حنظلہؓ نے کچھ اشعار کہے (جن کا ترجمہ یہ تھا کہ) مجھے تعجب ہے کہ لوگ کن باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے۔ اگر وہ چلی گئی تو لوگ ہر خیر سے محروم ہو جائیں گے اور پھر انتہائی ذلیل ہو جائیں گے۔ وہ یہود اور انصاریٰ کی طرح ہو جائیں گے جو راہ حق سے بھٹک چکے ہیں۔

(تاریخ ابن اثیر جلد 2 صفحہ 173)

خلافت راشدہ کی بے قدری کی وجہ سے جب یہ حقیقی ہدایت واصلاح کانظام دنیا میں نہ رہا،جب امت کی وحدت والفت کا یہ الٰہی ذریعہ جاتا رہا۔ تو اس نور کی جگہ اب ضلالت وگمراہی نے لے لی ہاں اب وہ روشنی دلوں میں باقی نہ رہی جو خلافت کی نعمت کی بدولت میسر تھی جس نے امت کو ایک بنیان مرصوص بنایا ہوا تھا۔ اگر کبھی باہمی تعاون،الفت میں کمی آتی تھی تو اس حبل اللہ کی بدولت یہ کمی دور ہو جاتی تھی۔ جب یہ مربوط نظام ہی نہ رہا تو امت محمدیہ باہمی جھگڑوں اور رنجشوں سے لہولہان ہو گئی۔اندرونی و بیرونی فتنوں نے اسے نڈھال کر کے رکھ دیا۔ عددی قوت وزمینی معدنی وسائل اور دولت کے انباروں کے باوجود ان کی کوئی سمت نہیں ہے۔ اور بنا رہبر کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔اس تمام تر صورتحال کو دیکھ کر امت کے دانشورمشرق ومغرب کے حکماء اس کا ایک ہی حل نکال رہے ہیں کہ کسی طرح پھر خلافت کا نظام جاری کیا جاسکے۔ ہر جگہ سے قیام خلافت کی صدائیں آئے روز بلند ہو رہی ہیں۔ ہر کوئی اپنے دل میں قیام خلافت کی تمنا لئے ہوئے نظر آتا ہے۔

•جیسا کہ نوائے وقت ملی ایڈیشن 25اگست 2006ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:’’ آج مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب سے زائد ہے۔اس کی افواج کی تعداد تقریباً40لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔مسلمانوں کے پاس امریکہ سے بھی زیادہ لڑاکا جہاز ہیں۔ دنیا کے 70فیصد توانائی کے وسائل اور زرخیز زمینیں مسلمانوں کے پاس ہیں اور 13سو سال کی دنیا پر حکومت کرنے کی شاندار تاریخ ہے۔لیکن پھر بھی یہ امت ایک زبر دست تاریکی میں کھڑی ہے اور اس کا جسم لہولہان ہے۔صرف اورصرف اسلام کی روشنی اور خلافت کی طاقت ہی اس امت کو دوبارہ سے اس کا کھویا ہوا مقام دلواسکتی ہے۔‘‘

•علامہ اقبال صاحب اپنی کتاب بانگ درا کے صفحہ 266 میں خلافت کے قیام کی یوں تمنا کرتے ہیں:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کا شغر
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

جناب شورش کشمیری اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں:

خلافت راشدہ دوبارہ خدا کرے ہو وطن میں قائم
یہی ہے شورش تری تمنا،یہی ہمارا بھی مدعا ہے

(چٹان 23 فروری 1970ء صفحہ 6)

•چوہدری رحمت علی صاحب لکھتے ہیں: آج ہمارے اختیار کردہ اسلام میں نہ خلیفۃ المسلمین کا وجود ہے نہ اولی الامر کا جن میں خلیفۃ المسلمین کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ نہ شوریٰ کا کہ جس میں ارکان شوریٰ نے خلیفۃ المسلمین کو مشورہ دینا ہوتا ہے۔لیکن خلیفۃ المسلمین خود موجود نہیں۔ ہمارے ہاں یا زیر آسماں آج امت مسلمہ کا بھی وجود نہیں جو مرکزیت کی تحلیل ہونے سے اقوام میں بٹ گئی۔ یہ چاروں ادارے خلیفہ وخلافت کی موجودگی میں ہی وجود پذیر ہوتے ہیں۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین 2دسمبر 2007ء)

•جناب فضل محمد یوسف زئی استاذ جامعہ بنوری ٹاون کراچی لکھتے ہیں:’’مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش ہماری ایک بادشاہت ہوتی،کاش ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس میں وزن ہوتا جس میں عظمت ہوتی جس میں شجاعت ہوتی‘‘۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء صفحہ 58)

•اہل قرآن کے لیڈر غلام احمد صاحب پرویز لکھتے ہیں کہ:’’ہمارے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ پھر سے خلافت علیٰ منہاج رسالت کا سلسلہ قائم کیا جائے جو امت کو احکام و قوانین خداوندی کے مطابق چلائے۔‘‘

(ماہنامہ طلوع اسلام مارچ 1977ء صفحہ 6)

•اہل حدیث کا ترجمان رسالہ تنظیم الحدیث لکھتاہے کہ:۔’’اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ بھی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہوگیا تو ہوسکتاہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنبھل جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے مان جائے۔ اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہوجائے۔ ورنہ قیامت میں خدا ہم سب سے پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے زمین ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن کریم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟‘‘

(ہفت روزہ تنظیم الحدیث لاہور 12ستمبر 1969)

•ماہنامہ جدوجہد لاہور لکھتاہے کہ:’’مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک تیس ممالک کا ایک عظیم اسلامی بلاک صرف اتحاد واتفاق کی نعمت سے محروم ہونے کی وجہ سے مغربی اقوام سے پٹ رہاہے۔ اب وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان ممالک متحد ہو کر اس دشمن اسلام اقوام متحدہ کو چھوڑ کر خلافت اسلامیہ کا احیاء کریں۔ ایک فعال قوت کی حیثیت سے زندہ رہنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔‘‘

(ماہنامہ جدوجہد لاہور اگست 1974ء)

•حزب التحریر نامی تنظیم کی طرف سے مورخہ 13/ اپریل 2003ء کو ایک پمفلٹ اسلام آباد میں تقسیم کیا گیا۔جس کا عنوان تھا حزب التحریر کی پکارصرف خلافت کے ذریعہ ہی تم فتح حاصل کروگے۔ اس میں لکھا گیا کہ:اے مسلمانو! کیا وقت ابھی نہیں آیا کہ تم اپنے معاملات پر غور کرو۔

اس بات کو جان لو کہ اس تہہ در تہہ ظلمت سے نکالنے والا صرف نظام خلافت ہی ہے۔ کیا تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تصدیق نہیں کرتے جب وہ تمہارے لئے بیان کرتا ہے کہ تم کو کس طرح نصرت وعزت ملے گی۔ بلا شبہ تمام کی تمام عزت اللہ کے لئے ہی ہے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر تم اللہ کی مدد کرو خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعہ شریعت کو نافذ کرو تب ہی تمہیں فتح اور عزت ملے گی۔ اے مسلمانو! خلافت کو قائم کرو تم عزت پاؤ گے۔ اس کو زندہ کرو گے تو کامیاب رہو گے۔ ورنہ تم تہہ در تہہ ظلمت میں گرتے چلے جاؤ گے اور اس وقت پشیمان ہو گے جب بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ تب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جو تم سے بہتر ہو گی جو کہ اللہ کے وعدے کو پورا کرے گی۔

(پمفلٹ حزب التحریر کی پکار 13/ اپریل 2003ء)

• مشہور مصری عالم الشیخ الطنطا وی الجوہری خلافت کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جسے بھی حقیقی سکون اور راحت سے زندگی بسر کرنے کی تلاش ہے۔ جسے بھی اپنی روحانی اور مادی ترقی کی فکر ہے۔ اسے خلافت کا جھنڈا تلاش کر کے اس کے نیچے جمع ہونا ہو گا۔ اس کے مرکز سے زندہ تعلق قائم کرے۔ اس کی طرف سے جاری ہونے والی تمام ہدایات کی روشنی میں لائحہ عمل اور ضابطۂ حیات مرتب کرنا ہو گا۔ اس کی کامیابی یقینی ہے۔

(القرآن والعلوم العصریۃ صفحہ 21)

• ڈاکٹر ضیاءالدین صاحب جو کہ القاہرہ یونیورسٹی میں اسلامی تاریخ کے لیکچرار رہے ہیں اپنی کتاب الاسلام والخلافۃ فی العصر الحاضر میں لکھتے ہیں: ’’صرف اور صرف خلافت سے ہی امت مسلمہ کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔ اسی سے ہی ناامیدی کے مارے ہوئے نفوس کے لئے امید کی کوئی کرن ہے اور اسی کے ذریعہ ہی عزت اور وقار کی منزل کی طرف چلا جا سکتا ہے۔ کیونکہ عالم اسلامی میں ایسی کوئی طاقت یا حکومت یا لیڈر شپ نہیں ہے جس سے مذکورہ بالا اہداف کی تکمیل ہو سکے، خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہم باہمی لڑائی جھگڑے، آپس کی پھوٹ، انحطاط اور ذلت کا شکار ہیں۔

(الاسلام والخلافۃ فی العصر الحاضر صفحہ 286 القاہرہ 1983ء)

تمنائے خلافت کی اٹھنے والی صداؤں میں سے صرف چند ایک درج کی گئی ہیں جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تمنائے قیام خلافت کی یہ صدائیں اس قدر کثرت سے دنیا کے متفرق مقامات سے بلند ہوئی ہوئی ہیں۔ اور اتنی شدت سے قیام خلافت کی کوششیں کی جارہی ہیں کہ اس کے شمار کے لئے ایک یا چند مضامین نہیں بلکہ ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ لیکن شاید اس قدر کثرت سے اور مسلسل کوششوں کے باوجود بھی ان بے نوروں کو معلوم نہیں ہوسکا اور نہ وہ اپنی مسلسل ناکامیوں کو دیکھ کر یہ سبق سیکھ سکے کہ اس کے لئے کسی دنیاوی تحریک اور کوشش کی ضرورت نہیں بلکہ قیام خلافت کی یہ تمناء عمل صالح کے ساتھ ساتھ نور نبوت پر ایمان لانے کے بعد پوری ہوسکتی ہے۔ قیام خلافت کی یہ تمناء خلافت علیٰ منہاج النبوت کی بدولت ممکن ہوسکتی ہے۔

ایک عظیم الشان چیلنج

• حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 دسمبر 2020 بروز اتوار کو تمام امت مسلمہ کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا: تم انہیں کھل کے چیلنج کیوں نہیں دیتے؟ ان کو اچھی طرح کھول کر بتاؤ کہ اب خلافت احمدیہ صرف اور صرف خاتم الخلفاء، مسیح و مہدی موعود علیہ السلام کی خلافت ہی کی شکل میں ممکن ہے۔ بے شک یہ بھی کہہ دینا کہ ہماری طرف سے چیلنج ہے کہ اگر مسلم دنیا کے تمام ممالک کے سربراہان، اور امت مسلمہ کے تمام مسالک کے تمام افراد متفقہ طور پر کسی ایک شخص کو بطور خلیفہ تسلیم کر لیں اور اس کی بیعت میں شامل ہو جائیں، تو جماعت احمدیہ بھی اس خلیفہ کو تسلیم کرنے اور امت کے باقی مسالک کے ساتھ اس کی بیعت کرنے پر غور کرے گی۔ یہ بھی ان کو اچھی طرح بتا دینا کہ تم ایسا نہیں کرسکو گے۔ ایسا تم کر ہی نہیں سکتے۔

(الفضل انٹرنیشنل یکم جنوری 2021ء صفحہ 3)

• حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ عالم اسلام کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں: سارا عالَمِ اسلام مل کر بھی زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھادے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحب تقوی سمجھتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ اپریل 1993)

• صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر 27 مئی 2008 کو Excel سینٹر لندن میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ولولہ انگیز خطاب میں فرمایا:۔ اے دشمنان احمدیت! میں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کرسکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر اسی ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کرسکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

(خطابات مسرور خطاب صد سالہ خلافت جوبلی 27 مئی 2008 Excel سینٹر لندن صفحہ 56)

خلفاء احمدیت کی طرف سے دیا گیا یہ چیلنج آئندہ آنے والے ہر زمانے کے لئے خلافت احمدیہ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت بن کر موجود رہے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح خلافت احمدیہ تاقیامت قائم رہے گی اور اِس کے مخالفین کوئی خلافت قائم نہ کرسکیں گے۔ کیونکہ وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔ کر ہی نہیں سکتے۔ کر ہی نہیں سکتے۔

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے

بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

صفوان احمد ملک۔ نمائندہ الفضل آن لائن، جرمنی

خلافت احمدیہ غیروں کی نظر میں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی اُن خوش قسمت ممالک میں شامل ہے جس کے کونے کونے نے خلافت کے بابرکت قدموں کو بار بار چومنے کی سعادت پائی ہے اور جرمنی جماعت کی یہ بھی خوش قسمتی رہی ہے کہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اس ملک کے طول وعرض میں کثرت سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا ہے۔ بالخصوص ہر سال نئی مساجد کے سنگ بنیاد اور افتتاحی تقریبات میں حضور انور کی بنفس نفیس شرکت اور ان پروگراموں میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں بلکہ ہزاروں جرمن افراد کا براہ راست خلافت احمدیہ سے فیض پانا ہمارے لئے قابل صد افتخار ہے۔ خلافت خامسہ کے دور میں اب تک جرمنی کی 45 مساجد کا افتتاح ہو چکا ہے۔ اسی طرح جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر آنے والے ہزاروں زیرِ تبلیغ افراد کے ساتھ حضورِ انور کے خطابات اور دنیا کے کونے کونے سے آنے والے وفود، سیاست دان و دانشور اور مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات کا حضور انور کی شخصیت اور وجود کے بارے اپنے تاثرات کا اظہار اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اپنے اس مقرر کردہ خلیفہ کے ساتھ ہے۔ ان تاثرات کے حصول کے لئے خاکسار نے برادرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ سے درخواست کی جو انہوں نے کمال شفقت سے منظور فرمائی آپ تحریر کرتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو شعبہ تبلیغ کی ذمہ داری کے علاوہ گزشتہ کئی سالوں سے جلسہ سالانہ جرمنی پر بیرون ممالک سے تشریف لانے والے وفود کی حضور انور سے ملاقاتوں اور مساجد کے افتتاح و سنگ بنیاد کی تقاریب کا انتظام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ ان تقریبات میں بے شمار ایسے تاثرات و واقعات کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ غیر مسلم لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور چاہت ڈال دیتا ہے اور اُن لوگوں کے دلوں کو بدل دیتا ہے جو آپ کو دیکھنے سے پہلے مختلف قسم کے خدشات، بے چینیاں اور وہم اپنے دلوں میں لئے ہوتے ہیں۔ لیکن حضور انور کے دیدار اور ملاقات کے بعد خدا تعالیٰ ان کی حالت یکسر بدل دیتا ہے۔ کیا یہ کسی انسان کے ہاتھ میں ہے کہ نفرت وخوف کے جذبات کو یکلخت پیار و محبت اور فدائیت میں بدل دے۔ پس یہ خدا کا فضل ہی ہے اور خدا کا ہاتھ ہی ہے جو خلیفۃ المسیح کے سر پر ہے۔ جماعت احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق عوام الناس کے بے شمار تاثرات ہیں اُن میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

مورخہ 14 اکتوبر 2019ء ویزبادن کی مسجد بیت المبارک کی افتتاحی تقریب کے بعد جرمن مہمانوں کے تاثرات:۔

*مکرم ڈاکٹر وجاہت احمد وڑائچ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مکرم ڈاکٹر ہارٹ مَن صاحب Dr.Hartmann کہتے ہیں کہ لوگ جتنے بھی کھلے ذہن کا دعویٰ کریں مگر پھر بھی ان کے ذہنوں میں تحفظات موجود ہوتے ہیں اور امام جماعت احمدیہ کی گفتگو تو تحفظات دور کرنے والی تھی ہی مگر ان کی شخصیت کا اثر کچھ ایسا عاجز اور ہمدرد انسان کا تھا کہ مجھے لگ رہا تھا کہ ان سے کوئی بھی سوال پوچھا جا سکتا ہے اور ایسے شخص سے بات کرنے کے بعد دل میں کوئی تحفظات اور فاصلے نہیں رہتے۔

*مکرم کامران وڑائچ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ویزباڈن ہسپتال کی ڈاکٹر فیراری Dr.Ferrari کہتی ہیں کہ میں آج کی تقریب میں شمولیت اپنے لئے اعزاز سمجھتی ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے مجھے جو تعلیم اور پیغام ملا ہے اس کو میں اپنے لئے ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی ضروری خیال کرتی ہوں۔ مذہب وملت سے بالاتر ہو کر انسانی دکھوں میں ہمدردی کرنا اور مٹتی ہوئی انسانی قدروں کا قیام ہی اس وقت بین الاقوامی محبت اور یگانگت کے لئے لازمی امر ہیں اور اس تقریر نے ہر پہلو سے اس ضرورت کو اجاگر کیا ہے۔ میرا اپنا عیسائی فرقہ آپ کی جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتا میرے اندر آپ کے خلیفہ کے لئے بہت احترام ہے میں یہ تعلیم جذب کرنا چاہتی ہوں۔

*مکرم شہزاد میر صاحب بیان کرتے ہیں مائنز شہر سے چرچ کے نمائندے اینگن برگر Angenberger صاحب کا کہنا تھا کہ امام جماعت احمدیہ نے ہمسائے کے حقوق کے حوالے سے جو اسلامی تعلیم تفصیل کے ساتھ پیش کی ہے یہ میرے لئے بالکل نئی اور دلچسپ تھی میں نے کبھی کسی مذہبی لیڈر سے ہمسایوں کے حقوق کے بارہ اتنی گہری باتیں نہیں سنی۔

*ایک خاتون Miss Mari کا کہنا تھا کہ امام جماعت احمدیہ شہریوں کے حقوق اور ہمدردی کے بارے میں دلی جذبات سے بھرپور بات کرتے ہیں اور ان کی تقریر سے ان کی ذات میں ہمدردی اور محبت کا اندازہ ہوتا ہے جو ان کو ہر انسان سے ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ مجھے ان کی بلا امتیاز مذہب وملت ہمدردی اور بنی نوع انسان سے محبت کی تعلیم بہت پسند آئی ہے۔

*مکرم بہزاد چوہدری صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ انٹیگریشن محکمے سے تعلق رکھنے والے Mr.Hans Peter کا کہنا تھا کہ میں خلیفہ صاحب سے ایک بار پہلے بھی مل چکا ہوں مجھے آپ سے ملاقات کرکے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے۔ امام جماعت احمدیہ کی اس تقریر کی ہر طبقے میں اشاعت ہونی چاہئے کہ لوگ اسلام کی حقیقی تعلیم کو جان سکیں کہ صرف زبانی دعوے کچھ اہمیت نہیں رکھتے جب تک عملی رنگ میں انسانی قدروں کی پاسداری کرکے نہ دکھائی جائے۔ مجھے جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ اپنے قول وفعل میں مطابقت کی وجہ سے بہت عزیز اور قابل احترام ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ معاشرے کے دیگر طبقات بھی انسانی قدروں کے احترام میں اسی نقطہ نظر کو فروغ دیں۔

*ڈاکٹر اسامہ ابوحسن کہتے ہیں کہ آپ کے خلیفہ نے اصل اسلامی تعلیم اور حقیقی اسلام کا دلنشیں چہرہ دکھا کر اسلام کے بارے غلط فہمی دور کرنے کے علاوہ عامۃ الناس کے دلوں سے اسلام کا خوف اور ڈر دور کر دیا ہے۔

*محترمہ ہائیک براڈر Heik Brader کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے خدا کو ساری دنیا کا رب بتایا۔ رب العالمین جیسا تعارف رکھنے والے وسیع تر تصور خدا میں مجھے دلچسپی پیدا ہوئی ہے اور میرے لئے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ واحد ویگانہ ہونے کے باوجود وہ سب مذاہب اور سارے انسانوں اور قوموں کو بلا امتیاز پالتا ہے۔

*مکرم حبیب الرحمٰن ناصر صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ جرمنی کے ایک معروف وکیل Joachim Macholdt کہتے ہیں جماعت احمدیہ کی سوچ کی وسعت پر میں اور میرا دفتر یکساں حیرت رکھتے ہیں اور آج امام جماعت احمدیہ نے ہمسائے کے حقوق بیان کرتے ہوئے ہمسائیوں کے حقوق کی جو وسعت بیان کی ہے اُس میں شہر کا شہر سما گیا ہے۔

*محترم ڈینیس میرس صاحب Dennis Merz بیان کرتے ہیں کہ میں نے تمام مقررین کو سنا مگر جب امام جماعت احمدیہ مائیکروفون کے سامنے کھڑے ہوئے تو مجھ پر ایک اور قسم کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ کی آواز، آپ کا لہجہ سب سے منفرد تھا جس کا میں خود پر ایک روحانی اثر محسوس کر رہا تھا اور بڑے غور سے آپ کا خطاب سنا۔ جو پیغام آپ نے ہمیں دیا وہ صرف اسلام کے بارہ میں نہیں تھا بلکہ ساری دنیا کے لئے ایک بہت اہم تعلیم تھی۔

*ایک خاتون محترمہ نین صاحبہ Nan نے کہا کہ آپ کے خلیفہ نے خدمت خلق کے حوالہ سے جتنی وضاحت اور زور دیکر بات کی ہے وہ میرے لئے حیران کن ہے کیونکہ ایسا ممکن نہیں اگر کہنے والا خود ہمدردیٔ خلق کے گہرے جذبات نہ رکھتا ہو۔

*محترمہ باؤور صاحبہ Bauer بیان کرتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کا ہال میں ورود ہی اپنے ساتھ متاثر کن روحانی فضا لیکر آیا۔ میرے لئے یہ ایک بہت بڑے اعزاز کا باعث ہے کہ میں ایک ایسی بابرکت محفل میں شامل ہوسکی بعض تحفظات و غلط فہمیاں جو میرے ذہن میں تھیں وہ امام جماعت احمدیہ نے اپنے واضح مؤقف اور اسلامی تعلیم کی حقیقی تشریح و تفصیل سے دور فرمادیں۔ اب میرے لئے بہت کچھ واضح ہو چکا ہے اور جو طمانیت آپ کے وجود سے ظاہر ہو رہی تھی اُس کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کیونکہ اُس کا تعلق محسوسات سے ہے۔

*محترم Strohe صاحب جو کہ جماعت احمدیہ کے بہت گہرے دوست ہیں اور کچھ عرصہ فوج میں بطور پادری خدمت کرتے رہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پہلی بات جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضور اقدس کا وجود عاجزی سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ میں اس بات سے حیران ہوں کہ آپ کا طرز خطابت اور موضوع بالکل واضح تھا یعنی مجھے یہ لگا کہ یہ تقریر بہت اچھی تحقیق پر مبنی ہے اور ہمارے معاشرے کا بہترین تجزیہ ہے جو بڑے اعلیٰ رنگ میں بیان ہوا ہے۔ خاص طور پر دو باتیں اس خطاب میں واضح کی گئیں۔ پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا۔ دوسری بات انسانوں کے حقوق ادا کرنا۔ ہماری دنیا کے لئے فی الحال یہی سب سے بڑا کام ہے۔

*مکرم فراز صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہائیکے براڈر Heike Brader صاحبہ نے کہا کہ مجھے امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے خدا تعالیٰ کی لامتناہی، وسیع اور واحد ذات سے تعارف حاصل ہوا اور اس تقریر سے مجھے خدا تعالیٰ میں دلچسپی پیدا ہوئی ہے

20 اکتوبر 2019ء جرمنی کے شہر فلڈا میں مسجد بیت الحمید کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے والے جرمن احباب کے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بارے تاثرات:۔

*مس کیراہ ہانیمن kirah Hanemann جن کا تعلق محکمہ پولیس سے ہے انہوں نے کہا کہ میں اسلامی تعلیمات پر ریسرچ کر رہی ہوں اور اتفاق ہے کہ اس مقصد کے لئے جو قرآن میں نے خریدا وہ جماعت احمدیہ کا شائع کردہ ہی تھا جو میرے زیرِ مطالعہ ہے قرآنی تعلیم کے علاوہ جب آپ کے خلیفہ ہال میں داخل ہوئے تو مجھ پر ایک ناقابل بیان روحانی کیفیت طاری ہوئی جو میں سمجھتی ہوں کہ قرآنی تعلیم کے حسن کی تاثیر کا اظہار تھا جو امام جماعت احمدیہ کو دیکھنے سے ہوا۔ کسی کی شخصیت کا ایسا اثر میرے لئے زندگی میں پہلا تجربہ تھا۔ اب میری خواہش ہے کہ میں جماعت سے مضبوط تعلق استوار کروں اور اگلے رمضان کا سارا مہینہ آپ لوگوں کے ساتھ گزاروں تاکہ میرے روحانی تجربے کو مزید تقویت ملے۔

*مس ایرگ Ihrig کہتی ہیں کہ علاوہ اس تقدس اور احترام کے

اثر کے جو امام جماعت احمدیہ کی شخصیت کے لئے میرے دل میں موجود رہا میں ان کی تقریر کے اس جملے کے اثر میں ہوں کہ ’’اس زمانے میں بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ ہمیں اپنے دلوں کو کھولنا پڑے گا اور دوسروں کے خیالات اور اعتقادات کے لئے اپنے دل میں وسعت پیدا کرنی پڑے گی‘‘۔

٭ایک سٹوڈنٹ لیوکس جیرکے Lucas Goerke کہتے ہیں کہ بین المذاہب ہم آہنگی اور امن عالم پر آپکے خلیفہ کی تمام باتوں سے اتفاق کرنے کے نتیجے میں معاشرہ دیرپا امن کا گہوارہ بن سکتا ہے اور مجھے امام جماعت احمدیہ کی طبیعت میں انکسار اور سادگی بہت پسند آئی۔

٭مکرمہ پریت سنگھ کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کے ہال میں آنے پر جس طرح کی خاموشی اور احترام کی فضاء پیدا ہوئی وہ تو بادشاہوں جیسی تھی مگر جو تاثیر ان کے الفاظ میں تھی اور جس طرح ان کی باتوں نے سیدھا دل پر جاکر اثر کیا ہے یہ بات دنیاوی طور پر عظیم شخصیات کے حصے میں نہیں آتی۔ آپ کا وجود ایک روحانی اثر ڈالنے والا وجود تھا اور امن پہ بات کرنے کے علاوہ امن اور سکون آپ کی ذات اور چہرے سے بھی عیاں تھا۔ خاص طور پر آپ نے بدامنی کے حالات کے تناظر میں جانوروں کی مثال دے کر انسانیت پرستوں کے ضمیر کو جھنجوڑا ہے اور یہ مثال ترقی یافتہ معاشروں کے لئے برمحل اشارہ تھی۔ مجھے امام جماعت احمدیہ کا خطاب اپنی جامعیت کے لحاظ سے بہت پسند آیا۔

٭ہمسائے شہر کے میئر مکرم ورنر ڈیٹرش صاحب Werner Dietrich نے کہا کہ مجھے امام جماعت احمدیہ کی تقریر کے الفاظ کے انتخاب نے بہت حیران کیا۔ آپ نے ٹھہراؤ اور پرسکون لب و لہجے میں سارا خطاب کیا۔ دو طرفہ تحفظات اور تعلقات کا موازنہ بھی پیش کیا اور معاشرے کے طبقات میں موجود باہمی کشمکش کے اسباب بھی کھول کر بتائے اور ان عوامل کی نشاندہی بھی کھلے لفظوں میں کردی جو معاشرے کا امن برباد کرتے ہیں مگر اس کے باوجود کسی طبقے یا فرقے یا گروہ کی عزت نفس پر کوئی سخت بات نہیں کی بلکہ اجتماعی انسانی ضمیر اور بین الاقوامی انسانی قدروں کے حوالے سے Food for Thought کے رنگ میں بات کرتے گئے اور اختتام اپنوں اور غیروں کے لئے دعائے خیر کے کلمات سے کیا۔

٭مس سائبیلے Sybille کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے بنی نوع انسان کو نصیحت اور تنبیہ کرنے کے لئے بھی الفاظ کا انتخاب بہت احتیاط سے کیا اور لہجے کو بھی ملائم رکھا۔ ان کی شخصیت کی طرح ان کے الفاظ اور لب و لہجہ پرسکون اور ملاطفت سے بھرا ہوا تھا۔ ان کی تقریر سے قبل مجھے ان کی ذات سے جس تقدس اور نور کا احساس ہو رہا تھا ان کی گفتگو نے اس تاثر کی تائید اور تصدیق کی ہے۔ آپ لوگوں نے بہت اعلیٰ اور عمدہ طریق پر اس دعوت کا انتظام کیا جس کی انتہاء امام جماعت احمدیہ کا اس میں بنفس نفیس شرکت کرنا تھا۔ میں مسلسل یہ سوچتی رہی کہ کیا صرف ساڑھے چار سو لوگوں سے ملنے کے لئے اور وہ بھی معاشرے کے عام طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ملاقات کے لئے پوپ کو بلایا جاتا تو وہ اتنا لمبا سفر کر کے ملنے آتے؟ میرے دل و دماغ پر اس نوعیت کے موازنے نے امام جماعت احمدیہ کی شخصیت کا تاثر مزید گہرا کر دیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر مذہبی لیڈر شپ ہو تو ایسی ہی ہونی چاہئے جس کی عام آدمی کے مسائل تک ذاتی رسائی ہو۔

٭مکرمہ اوش کِنِس صاحبہ Oschkinis کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ گفتگو کرتے ہیں تو بات کو گھما پھرا کر نہیں کرتے بلکہ سیدھی، صاف اور سچی بات کرتے ہیں اور اس میں اثر پیدا کرنے کے لئے لہجے کو سخت نہیں ہونے دیتے۔ ان کی پرسکون باتیں قابل یقین لگتی ہیں کیونکہ ان میں انسانیت کے لئے سچی اور بے لوث ہمدردی پائی جاتی ہے اور آپ کے کارکنان بھی بے لوث طوعی طور پر اتنے بڑے پروگرام کرتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ معاشرے میں دیرپا امن اور انسانی قدروں کے قیام کے لئے ایسی انتھک جماعت اور ایسے قابل اعتماد اور بے لوث ہمدردی کرنے والے لیڈر کی ضرورت ہے۔

٭مکرم شہزاد میر صاحب بیان کرتے ہیں کہ مکرمہ کرسٹن بوشولز Christine Buchholz ممبر پارلیمنٹ کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے حالات حاضرہ کی نبض کو بالکل صحیح طور پر محسوس کیا ہے اور ضروری امور کی طرف بہت اچھے انداز میں توجہ دلائی ہے۔ میرے خیال میں اُن کی تشخیص درست ہے اس لئے ان کے تجویز کردہ علاج میں معاشرتی بدامنی کا دیرپا علاج موجود ہے۔

٭محترم فولکر قیصر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک استاد بین ایلم صاحب نے کہا کہ میں حضور کے خطاب سے بہت ہی متأثر ہوا ہوں کیونکہ انہوں نے پہلے سے تیار شدہ تقریر نہیں پڑھی بلکہ دوسرے مقررین کی تقاریر سے پوائنٹ لیکر اُن کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے امن کا جو پیغام اور مذاہب کی ذمہ داریوں کو بیان کیا ہے دراصل یہی باتیں معاشرے میں امن کو قائم کرسکتی ہیں۔

مورخہ 22اکتوبر 2019 کو جرمنی کے دارالحکومت برلین میں حکومتی شخصیات وممبران پارلیمنٹ سے حضورانور نے خطاب فرمایا اس میں شامل جرمن احباب کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔

٭مکرمہ بیٹینا مُلّر Bettina Müller ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے مجھے محسوس ہوا کہ آپ کا وجود مجسم امن کا گہوارہ ہے جس سے امن، سلامتی اور سچائی کی تاثیر جھلک رہی تھی جس نے پروگرام کے دوران سارے ماحول کو اپنی آغوش میں لے رکھا تھا۔

٭محترم Alexander Radwan، ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے جس امن اور سلامتی کا پیغام دیا اس کا ماخذ قرآن تھا اور انہوں نے اپنے موقف کی تائید قرآن اور بانی اسلام کے فرمودات سے کی۔ اگرچہ یہ موضوع جدید اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ تھا لیکن خلیفہ نے اپنے موقف کو قدیم اسلامی ماخذ کی مدد سے ثابت کیا کہ اسلام اور قرآن نے مذہب کی بنیاد روز اول سے ہی انسانی ہمدردی اور امن و سلامتی کی تعلیم پر قائم کی ہے۔ میرے خیال میں اس خطاب کی وسیع پیمانے پر تشہیر ہونی چاہئے تاکہ مغرب میں اسلام کے بارے میں حقیقی تعلیم سے عام لوگوں کو بھی واقفیت ہو سکے۔

اس جگہ ذکر کرتا چلوں کہ پروگرام کے بعد بعض مہمانوں نے اس قسم کے خیالات کا اظہار براہ راست حضورانور سے بھی کیا۔ ہال سے نکلتے وقت حضورانور نے مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کو ارشاد فرمایا کہ اس خطاب کا فوری ترجمہ کرواکے ان لوگوں کو مہیا کیا جائے۔ پیارے حضور کے اس ارشاد کی تعمیل فوری طور پر کی گئی اور تین دن میں اس خطاب کا ترجمہ کرکے شائع کرواکر ان احباب کو مہیا کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

٭مکرمہ زاکلین ناسٹک صاحبہ Zaklin Nastic ممبر پارلیمنٹ کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے اپنا موقف تمام زاویوں سے واضح کیا اور کسی ابہام کا شائبہ نہیں رہنے دیا۔ ایسا شفاف طرز خطابت سچائی اور فکری دیانت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے مجھے امام جماعت احمدیہ کے لفظ لفظ سے اتفاق ہے۔

٭ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ترجمان محترم شاہ Chaa کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کی تقریر کے علاوہ ان کا شخصی تاثر بھی اتنا ہی گہرا ہے کہ مجھے اُن کی بات سن کر دلی اطمینان محسوس ہوا اور اپنے سے پہلے خلیفہ کے حوالے سے جو انہوں نے تہذیب اور کلچر کی تعریف بیان فرمائی اور دونوں کا باہمی تعلق بتایا اس سے جدید دور کے اہل دانش انکار نہیں کر سکتے۔ مزید کہتے ہیں کہ خلیفہ کا وجود نہایت پر اثر ہے اور آپ پُرکشش محسوس ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں قرآن کریم کی اُن آیات کی تفسیر کی جس کو مخالفین اسلام غلط بیان کرتے ہیں۔

٭مکرم فلس لوپوٹ Fillis Lupot ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ ایک منکسر المزاج شخص ہیں اور معاشرے کے جس نچلے طبقے تک ان کی نظر ہے اور جس جامعیت سے وہ انسانی ہمدردی اور انسانی قدروں کے احترام کی بات کرتے ہیں اس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ ان کا عوام سے گہرا ذاتی رابطہ ہے۔ اور عامۃ الناس سے جس طرح کی دوری مذہبی اور سیاسی لیڈروں میں پائی جاتی ہے، ان کی شخصیت اس سے بالا تر ہے۔

٭ایک پروفیسر ہیربرٹ ہیرٹے Heribert Hirte کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ ایک زیرک انسان ہیں اور انہوں نے اپنی جماعت کو تعلیمی میدان میں نمایاں کرکے جماعت احمدیہ کو دیگر تمام مذہبی جماعتوں سے ممتاز مقام پر کھڑا کردیا ہے۔ جس جماعت کے افراد تعلیم پر اتنی توجہ دیں گے ان کی منزل ہی یہ ہے کہ وہ قیادت کریں نا کہ اندھی تقلید، اس لئے مذہبی حلقوں میں ایسا وژن رکھنے والے راہنما سے مل کر مجھے خوشی ہوئی۔

٭مکرم ایکسل کنورگ صاحب Axel Knoerig ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ لیڈرشپ اس زمانے میں بحیثیت مجموعی عوام اور رعایا کے دکھوں سے دور ہے صرف زبانی ان کے مسائل اور مشکلات کا ذکر کرتے ہیں مگر ذاتی درد اور احساس سے عاری ہیں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ امام جماعت احمدیہ کی تقریر ان کے عوام سے رابطے کی عکاسی کرتی تھی اور ان کی ذات سے انسانوں سے ذاتی محبت اور ہمدردی کا تاثر ملتا ہے۔ میں اس خطاب کو جاکر دوبارہ پڑھوں گا اور جہاں تک میری رسائی ہو گی اس کو آگے بھی بیان کروں گا۔

٭مکرمہ فلز پولاٹ Filiz Polat ممبر پارلیمنٹ کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے نظام تمدن کی جامع اور بھرپور تعریف پیش کی ہے۔ پروگرام کے بعد جب مجھے ان سے بات چیت کا موقع ملا تو میں نے ان سے ماحولیاتی تحفظ اور موسمی تحفظ کی بات کی تو ان کا کہنا تھا کہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے اور جب تک تمام ممالک اجتماعی کوشش نہ کریں تو اس میں مثبت پیش رفت ممکن نہیں۔ ایسے گلوبل ماحولیاتی مسائل کا حل کسی ایک ملک کی کوششوں سے ممکن نہیں ہوتا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ انسانی مسائل پر ان کی اجتماعی نظر بہت گہری ہے۔

٭ایک مہمان خاتون ناہونڈی Nahawandi کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کے اس خطاب کی یورپ میں وسیع پیمانے پر اشاعت ہونے سے اسلام کے بارے میں پائے جانے والے تحفظات دور ہوں گے اور یکطرفہ پائے جانے والے منفی تاثر کا ازالہ ہو سکے گا۔

مورخہ 26اکتوبر 2019 کو مہدی آباد کی مسجد بیت البصیر کی افتتاحی تقریب میں شمولیت کرنے والے بعض جرمن احباب کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔

٭جناب وِیٹکے صاحب Witecke، جو پیشے کے لحاظ سے ایک وکیل ہیں، کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کی موجودگی کا ماحول پر ایک حیرت انگیز اثر تھا اور ان کی روحانی تاثیر کی وجہ سے ان کی تقریر کا براہ راست دل پر اثر ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں عورت کے مقام کو بہت اچھے رنگ میں بیان کیا ہے اور اس سے اسلام میں عورت کا مقام اور معاشرے میں عورت کی تکریم ظاہر ہوتی ہے۔

٭مکرم مئیر باور صاحب Bauer نے کہا کہ جماعت احمدیہ سے میرا جب سے تعارف ہوا ہے اسی دن سے جماعت کے اخلاق و اطوار نے مجھے بہت متاثر کیا ہے لیکن آپ کے خلیفہ سے ملنے کے بعد مجھے آپ کی جماعت

کے اخلاق کا اصل ماخذ پتا چلا ہے کہ یہ لیڈر شپ ہے جو آپ کی اجتماعی تربیت کے پیچھے محرک ہے اور میں آپ لوگوں کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ آپ کے پاس اس طرح کے باوقار اور بارعب لیڈر ہیں جن کو ہمہ وقت اپنی جماعت کی سماجی، اخلاقی اور روحانی تربیت کا خیال رہتا ہے۔ آپ کے خلیفہ سے ایک عجیب قسم کی روحانی کیفیت ظاہر ہوتی ہے جس کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر لفظوں میں اس کا اظہار ممکن نہیں۔

* محترم میئر برینڈ ڈوینگر صاحب Bernd Dwenger نے کہا کہ آپ کے خلیفہ کی تقریر بہت ہی متأثر کرنے والی اور غفلت سے بیدار کرنے والی تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں اپنے سے پہلے مقررین کی باتوں کا ذکر کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دوطرفہ ابلاغ کے قائل ہیں اور جو لوگ ان کی باتیں سننے آتے ہیں تو خلیفہ بھی آنے والوں کو غور سے سنتے اور ان کی باتوں کو اہمیت دیتے ہیں۔ اور اس بات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مہمانوں کو کس طرح عملی رنگ میں عزت اور احترام دیتے ہیں۔ ایک اجتماعی معاشرتی مکالمے کے لئے یہ بہت اہم جزو ہے جس کا امام جماعت احمدیہ نے خاص طور پر اظہار فرمایا۔

* مکرمہ میلانی لاڈوگ صاحبہ Melanie Ladewig نے کہا کہ میں روحانی فرقوں کے بارہ میں تحقیق کر رہی ہوں اور میں نے روحانیت پر مشق کرنے کی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ اب میں ایک اسکول میں طلباء کو روحانی طبیب بنارہی ہوں۔ جب امام جماعت احمدیہ میرے سامنے سے گزرے تو میں نے ایک ویڈیو بنائی مگر جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو میرے جسم سے ساری طاقت نکل گئی۔ ایک وقت کے لئے میں بالکل ساکت ہو گئی۔ جب خلیفہ نے دعا کروائی تو میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے میں نے پوری کوشش سے خود کو سنبھالا۔ خلیفہ کی موجودگی کی وجہ سے سارے ماحول میں ایک خاص روحانی تاثیر اور کیفیت تھی۔

* مکرم جوَخِم ٹیگٹ مائیر صاحب Jochim Tegtmeyer نے بیان کیا کہ آپ کے خلیفہ نے اعلیٰ اخلاق اپنانے پر بات کی اور ان کا طرز گفتگو ایسا مخلصانہ اور ہمدردانہ تھا کہ مجھے یوں لگا کہ قطع نظر اس کے کہ ہم کون ہیں اور کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں ان کی اخلاقی اور انسانی قدروں کے حوالے سے ہم سب ایک ہی ہیں۔ امام جماعت احمدیہ نے بڑی وضاحت سے اچھے اور برے کا فرق بیان کیا اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں ہمسائیوں کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے اور ایک فیملی کی طرح رہنا چاہئے۔ امام جماعت احمدیہ کا وجود ایسا نفیس معلوم ہو رہا تھا کہ جس میں کسی قسم کے جبر اور سخت گیری کا شائبہ تک نہ تھا اور چلتی پھرتی محبت کی تصویر تھے۔ آپ کی سچائی کی دلیل آپ کے تربیت یافتہ افراد جماعت ہیں، جن سے ہمیں روزمرہ واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

* محترم میئر جان اِلزے صاحب Jan Ilse نے بیان کیا کہ آپ کے خلیفہ نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے وہ ہمارے ماحول اور معاشرے میں عام ہونی چاہئیں۔ ہر مذہب کی بنیاد امن پر ہے اور آپ کے خلیفہ اپنی شخصیت سے بھی ایک پر امن شخصیت معلوم ہوتے ہیں اور ان سے عاجزی و انکساری ظاہر ہوتی ہے۔ خلیفہ ایک صادق انسان ہیں جنہوں نے مجھ پر اپنی سچائی کا گہرا اثر چھوڑا ہے۔

* محترم فریڈرش گنٹر صاحب Friedrich Günther کہتے ہیں کہ خلیفہ ایک کھلے دل و دماغ کے نفیس طبع انسان ہیں جن کی ذات میں ایک روحانی تاثیر اور کشش ہے۔ ان کی باتوں کو ان کی شخصی تقدیس سے تقویت ملتی ہے۔ میں اپنے آپ پر ان کی تقریر اور شخصیت کا یکساں اثر محسوس کر رہا ہوں۔

* محترمہ میوگن برگ Muggenburg کہتی ہیں کہ خلیفہ ایک بہت ہی دلکش وجود ہے اور آپ لوگوں کا خلیفہ وقت سے پیار واضح محسوس ہو رہا تھا۔ مجھے بہت اچھا لگا اور میں متاثر ہوئی کہ خلیفہ وقت نے باقی مقررین کی باتیں غور سے سنیں اور نوٹس لئے۔ آجکل ہر کوئی اپنی بات پیش کرتا ہے اور خود غرضی کا یہ عالم ہے کہ دوسروں کی بات توجہ سے سننے کا رواج ہی نہیں رہا مگر خلیفہ نے دوطرفہ احترام اور تکریم کا عملی اظہار کیا اس لئے ہمیں بین المذاہب مکالمے میں خلیفہ کو نمونہ سمجھنا چاہئے۔

* محترم اولیور صاحب Oliver کہتے ہیں کہ خلیفہ کا مقام عیسائیوں کے پوپ جیسا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا حضور صرف اس مسجد کے افتتاح کے لئے آئے ہیں؟ جب انہیں بتایا گیا کہ حضور انور نے دوسری مساجد کا افتتاح بھی کیا ہے اور حضور انور ہر احمدی سے خط وکتابت کے ذریعہ ذاتی تعلق رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بہت حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ حضور یہ سب کام کس طرح کرتے ہیں؟ جب انہوں نے یہ بات سنی کہ حضور انور نے Fulda میں ایک حدیث کا ذکر کیا جس میں آنحضور ﷺ نے ایک عیسائی وفد کو مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی تو انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں بھی آپ کی مسجد میں عبادت کے لئے آنا چاہتا ہوں جس پر انہیں خوش آمدید کہا گیا۔

* میلانی والنڈورف صاحبہ Melanie Wellendorf نے کہا کہ اس پروگرام سے پہلے مجھے بہت ہی خوف تھا اور میرے ذہن میں مختلف تحفظات تھے۔ مگر جب آپ کے خلیفہ نے اپنا خطاب شروع کیا تو آہستہ آہستہ تمام تحفظات اور خوف دور ہو گئے۔ آپ کے خلیفہ کا وجود بہت متأثر کرنے والا ہے۔ آپ کے الفاظ میرے دل تک پہنچے ہیں اور مجھے ایک عجیب امن اور سکون کی کیفیت محسوس ہوئی جو مادی اور دنیاوی نہیں بلکہ روحانی ہے۔

* مکرم الرش لینز صاحب Ulrich Lenz نے کہا کہ میں جماعت کو 30 سال سے جانتا ہوں اور ابھی تک سب کچھ ہی اس جماعت کے بارے میں اچھا لگا ہے۔ امام جماعت احمدیہ کا وجود بہت شاندار اور متاثر کرنے والا ہے لیکن ان کا رعب اور شان ایک تسکین اور محبت اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ ان کی موجودگی بھی امن اور محبت کا اثر ڈالتی ہے اور ہر مذہب کا مقصد سب کے لئے امن ہی ہوتا ہے۔

* مکرمہ کینل صاحبہ Canel جو سابق ممبر پارلیمنٹ ہیں، کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کا خطاب سیر حاصل تھا اور معاشرتی انضمام کی تعریف جو آپ نے فرمائی ہے وہ جامع، مبنی بر حقائق اور بالکل درست ہے۔

* مکرم فیلکس کوک صاحب Felix Kück نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ بہت پڑھے لکھے شخص ہیں، ان سے مل کر محسوس ہوتا ہے کہ آپ بین الاقوامی نقطہ نظر اور عالمی معاملات پر گہری نظر رکھنے والے ایک باوقار انسان ہیں۔ آپ مذاہب کے درمیان راستوں کو کھولنے، آپس کے اختلافات کو مٹانے، بین الاقوامی اور بین المذاہب مکالمے کے لئے مثبت اور حقیقی ماحول کے فروغ اور قیام میں مصروف نظر آتے ہیں۔

* مکرم وولف گنگ میر کمن Wolfgang Merkmann نے کہا کہ مجھے حضور کا وجود یوں محسوس ہوا کہ آپ کو دنیا کی کوئی بھی طاقت، اسلام کے امن کے پیغام کو پھیلانے سے نہیں روک سکتی۔ آپ قوی اور مضبوط شخصیت کے مالک ہیں اور آپ کے استدلال کی بنیاد انسانیت کے لئے سچی ہمدردی اور انسانی قدروں کے قیام کے لئے بے لوث کوششوں پر استوار ہے۔ کون ہے جو ایسے طاقتور، مقدس اور مخلص انسان کی کوششوں کو روک سکے۔

* مکرم سفیر الرحمان ناصر صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ مکرم سید ان مراد صاحب یونان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی عمر 48 سال ہے۔ انہیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے 19 اپریل 2017 کو Marburg کی مسجد کے سنگ بنیاد کے بابرکت موقع پر حضور انور کا خطاب سننے کی توفیق ملی جس سے مراد صاحب بہت ہی متاثر ہوئے۔ اور پروگرام کے آخر میں انہیں پیارے حضور سے شرف مصافحہ اور دست بوسی کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جس چیز نے ان کے دل کو جماعت احمدیہ کی طرف اور بھی زیادہ مائل کیا۔ یہ خود بتاتے ہیں کہ جب حضور کو سٹیج پر بیٹھے دیکھا تو میرے دل میں مصافحہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی پھر خود کلامی کرتے ہوا کہنے لگا کہ اتنے سارے لوگ ہیں مصافحہ کرنا تو ممکن نہیں۔ بتاتے ہیں کہ میں لوگوں کے درمیان میں کھڑا تھا ایک دم میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے کوئی ہجوم نہ رہا اور سامنے پیارے حضور دکھائی دیئے۔ سو مجھے قدم آگے بڑھا کر پیارے حضور سے شرف مصافحہ اور بوسہ لینے کی توفیق ملی۔ مراد صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ میں کتنا ہی خوش قسمت ہوں کہ وہ وجود جس کو دنیا دیکھنے کے لئے ترستی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن چنیدہ لوگوں میں شامل کر کے اس بابرکت وجود سے مصافحہ کروادیا۔ ان کے دل پر اس بات نے اتنا گہرا اثر کیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی حمد و شکر کرتے ہوئے روتے رہے۔ اور اتنے جذباتی ہو گئے کہ کچھ لمحوں کے لئے ان کے منہ سے کوئی لفظ ادا نہ ہوسکا۔ مراد صاحب بتاتے ہیں کہ اس مبارک دن نے میری زندگی بدل دی۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت سی مشکلات اور تکالیف کا سامنا کیا ہے مگر اب ایسا لگتا ہے کہ جسم اور روح بھی اطمینان پا گئے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک اور بہت ہی حیرت انگیز بات بیان کی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس بات سے ان کے دل کو مزید سکون اور یقین ہوا کہ یہ جماعت اور ان کے سربراہ سچے ہیں۔ وہ بات کچھ اس طرح سے ہے کہتے ہیں جب میں اس روز اس بابرکت تقریب کے بعد واپس گھر گیا تو میں نے اپنی ہونے والی بیوی سے جس کا تعلق یونان سے ہے اور یونان میں رہتی ہے سکائیپ پر ویڈیو کال کے ذریعہ بات کی اور اس کو اپنا مکمل قصہ تقریب اور خلیفہ وقت سے مشرف ملاقات کے حوالے سے سنایا۔ وہ بتاتے ہیں کہ میری ہونے والی بیوی غیر احمدی ہیں اور جماعت سے کسی قسم کا بھی تعلق نہیں مگر جب میں نے اس کو یہ بات بتائی تو اس پر بھی اس بات نے اتنا گہرا اثر ہوا کہ وہ رو پڑی اور مجھے کہنے لگی کہ تم تو بہت خوش قسمت ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ ایسی بابرکت تقریب میں لیکر گیا اور اتنے سارے لوگوں میں سے ایسے وجود سے ملنے کا شرف حاصل کر آئے۔ وہ بتاتے ہیں کہ میری منگیتر کے اس ردعمل اور اس کی آنکھوں میں آنسو آجانے اور اس کے تبصرے نے حالانکہ اس نے خلیفہ وقت کو اپنی زندگی میں کبھی دیکھا بھی نہیں میرے ایمان کو مزید پختہ کر دیا اور میں نے بیعت کرنے کا حتمی فیصلہ کرلیا۔ الحمد للہ۔ کہتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ مجھے دوسری طرف سے اس بات کی بھی تسلی ہو گی کہ جس خاتون کو میں اپنی بیوی بنانے جا رہا ہوں حالانکہ میں اس سے آج تک کبھی نہیں ملا وہ بھی صالح خاتون ہے کیونکہ ان باتوں نے اس کے دل پر بھی اتنا ہی گہرا اثر چھوڑا ہے۔ ایک لمبی گفتگو کے بعد مراد صاحب نے خاکسار سے اس بات کا ذکر کیا کہ میں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں جو اسلام کی ان پیاری تعلیمات اور حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے بتائے ہوئے علوم کو دیوانہ وار پھیلاتے ہیں میں بھی اس طرح یہ فریضہ سرانجام دینا چاہتا ہوں اور دنیا کے ہر شخص تک ان تعلیمات کو پھیلانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق دے۔ آمین۔ اس کے بعد بمقام بیت السبوح دعا کر کے بیعت لی گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنی حفظ وامان میں صحت وسلامتی والی کامیاب وکامران وبامراد زندگی سے نوازے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کاموں کو فائز المرامی عطا فرمائے۔ دشمن کے شریر حملوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں تادیر ان سے فیض پانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین یا رب العالمین آمین

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: وحید احمد۔ ناظم تعلیم مجلس انصار اللہ طاہر ریجن، برطانیہ

تعلیم سیمینار ’’سلطان القلم‘‘

مورخہ 30 مارچ 2022ء کو مجلس انصار اللہ طاہر ریجن کی مجالس میں مضمون نویسی کا ذوق بڑھانے اور مضمون لکھنے میں معاونت اور سہولت کاری کے لئے ’’سلطان القلم‘‘ کے عنوان سے ٹریننگ کا انتظام کیا گیا۔

تمام زعماء کرام اور منتظمین تعلیم کے ذریعہ اور سوشل میڈیا کی سہولت استعمال کرتے ہوئے انصار بھائیوں کو اس پروگرام میں شامل ہونے کی تحریک کی گئی۔

سیمینار کا آغاز رات آٹھ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔مکرم غلام رسول صاحب ناظم تعلیم القرآن طاہر ریجن نے سورۃ العلق کی ابتدائی چھ آیات کی تلاوت نہایت خوش الحانی سے کی اور انگریزی و اردو میں ترجمہ پیش کیا۔

اس سیمینار کی خاص بات یہ بھی تھی کہ سلطان القلم حضرت مسیح موعودؑ کے اسلوب تحریر اور علم الکلام سے بھی انصار بھائیوں کو آگاہ کیا جائے۔

سیمینار میں مکرم پروفیسر نصیر حبیب صاحب نے نہایت ہی عمدہ انداز اور سلیس اردو میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اسلوب تحریر اور علم الکلام کے حوالہ سے انصار کو آگاہ کیا۔آپ نے واضح کیا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے نتیجہ میں ایک عظیم روحانی انقلاب کی بنیاد پڑی،آپ نے بہت عمدہ انداز میں بعض واقعات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور اسلوب تحریر کو پیش کیا۔

سیمینار میں دیگر دو مہمانان کرام کو بھی مدعو کیا گیا تھا ہر دو مہمان اردو اور انگریزی مضمون میں مقابلہ مضمون نویسی برطانیہ میں اول پوزیشن ہولڈرز ہیں۔

مکرم منصور احمد صاحب نائب قائد تربیت انصار اللہ برطانیہ نے انگریزی میں مضمون تیار کرنے اور مضمون کے لئے مواد کے اکٹھا کرنے کے ذرائع نہایت شاندار انداز میں بتائے۔آپ نے قرآن کریم،احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام،خطابات اور خطبات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر ذرائع ابلاغ سے استفادہ کرنے اور ان کو کس انداز میں جمع کرنا چاہئے کے بارے میں بتایا۔آپ نے ایک خاص بات یہ بھی بتائی کہ مضمون کو ایک دو روز میں نہیں بلکہ مناسب وقت لے کر مواد اکٹھا کرنا چاہئے اور پھر آہستہ آہستہ مضمون کو مکمل کرنا چاہئے۔

آپ نے سلائیڈز کے ذریعہ ایک ایک چیز واضح رنگ میں بیان کی اور آپ نے انصار بھائیوں کی مضمون لکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کی۔

سیمینار کے تیسرے مہمان مکرم احسان اللہ قمر صاحب ایڈیشنل قائد عمومی نے بتایا کہ کسی بھی مضمون کے لئے مضمون نگار کا ذہنی طور پر تیار ہونا ضروری ہے۔آپ نے سلائیڈوں کے ذریعہ بہت نفیس رنگ میں مضمون کی تیاری، مواد، ترتیب مضمون یعنی ابتدائیہ وتمہید کی اہمیت، مضمون کو کس طرح قارئین کے لئے پُرکشش اور ان کی توجہ حاصل کرنے کے قابل بنایا جاسکتا ہے کے متعلق سمجھایا۔آپ نے مواد اور الفاظ کے چناؤ کے حوالہ سے بھی سیر حاصل انداز میں وضاحت فرمائی۔آپ نے مضمون کے دو بنیادی حصے بیان فرمائے۔

1۔تمہید 2۔نفسِ مضمون

مکرم احسان اللہ قمر صاحب نے مثالوں کے ذریعہ مضمون پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور مضمون نگار کی سوچ کا اثر قاری کو کس طرح اس پیغام کو قبول کرنے پر قائل کرسکتا ہے پر روشنی ڈالی۔آپ نے املائی غلطیوں کو مثالوں اور سلائیڈ کے ذریعہ بہت عمدہ انداز میں پیش کیا۔مثلاً صحیح کو سہی لکھا جاتا ہے اسی طرح صدا کو سدا، صورت کو سورت۔اسی طرح آپ نے بتایا عربی سے لئے گئے الفاظ میں ل کے استعمال کو چھوڑ دینا جیسا کہ بالکل کو بلکل لکھا جاتا ہے اسی طرح بالفرض کو بلفرض اور بالغرض کو لکھتے ہوئے غلطی کرنا بہت عام غلطیاں ہوتی ہیں۔اس لئے املائی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہئے۔آپ نے مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل کی طرف سے مضمون نگاروں کے لئے دی گئی بعض ہدایات کا ذکر بھی کیا۔

آپ نے آخر پر امسال مقررہ مضمون کے عنوان ’’دور خلافت خامسہ میں الٰہی تائیدات‘‘ کے ضمن میں بھی اظہار خیال کیا۔

سیمینار کے ابتدا میں مکرم ناظم صاحب تعلیم طاہر ریجن نے مہمانان کرام کا تعارف کروایا۔مکرم آصف احمد صاحب ناظمِ اعلیٰ صاحب طاہر ریجن نے سیمینار کی غرض و غایت بیان کی اور بتایا کہ گذشتہ سال طاہر ریجن کی طرف سے سب سے زائد مضامین مرکز کو بھجوائے گئے تھے اور امسال بھی اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔آپ نے بتایا کہ گذشتہ سال کے ٹارگٹ 10 کے مقابل پر 17 مضامین بھجوائے گئے تھے۔

سیمینار میں 53۔انصار بھائیوں نے شمولیت اختیار کی اور مضمون نویسی کے فن سے استفادہ کیا، مکرم راجہ برہان احمد صاحب قائد تعلیم مجلس انصار اللہ برطانیہ بھی کچھ دیر کے لئے اس پروگرام میں شامل ہوئے۔۔الحمد للہ

مکرم ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ طاہر ریجن نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا اور آخر میں مہمان خصوصی مکرم پروفیسر نصیر احمد حبیب صاحب نے دعا کروائی۔

ایک سبق آموز بات

نشہ آور اشیا کا استعمال عمر کو گھٹا دیتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

کیا ہی عمدہ قرآنی تعلیم ہے کہ انسان کی عمر کو خبیث اور مضر اشیاء کے ضرر سے بچا لیا۔ یہ مُنَشِّی شراب وغیرہ انسان کی عمر کو بہت گھٹا دیتی ہیں۔اس کی قوت کو برباد کر دیتی ہیں اور بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہیں۔ یہ قرآنی تعلیم کا احسان ہے کہ کروڑوں مخلوق ان گناہ کے امراض سے بچ گئی جو ان نشہ کی چیزوں سے پیدا ہوتا ہے۔

(الحکم 10مارچ 1903ء صفحہ 9)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

25 مئی 2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:14	18:56
مدینہ منورہ	04:06	19:03
قادیان	03:50	19:25
ربوہ	03:30	19:05
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:30	21:00

فقہی کارنر

نماز اور قرآن شریف کا ترجمہ جاننا ضروری ہے

مولانا احسن صاحب نے عرض کیا کہ لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنۡتُمۡ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعۡلَمُوۡا مَا تَقُوۡلُوۡنَ (النساء:44) سے ثابت ہے کہ انسان کو اپنے قول کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

جن لوگوں کو ساری عمر میں تَعۡلَمُوۡا نصیب نہ ہوا ہو اُن کی نماز ہی کیا ہے۔

(البدر یکم مئی 1903ء صفحہ 114)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)